SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, July 11, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا فتحنا لک فتحا مبینا ۞ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر و یتم نعمتہ علیک و یھدیک صراطا مستقیما ۞ و
ینصرک اللہ نصرا عزیزا ۞ ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب
المومنین لیز دادوا ایمانا مع ایمانھم ۞ و للہ جنود السموات
والارض ۞ و کان اللہ علیما حکیما ۞ لیدخل المومنین
والمومنت جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا و یکفر
عنھم سیاتھم ۞ و کان ذلک عنداللہ فوزا عظیما ۞

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔ وہ ہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, July 11, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحیم

انا فتحنا لک فتحا مبینا ۞ لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر و یتم نعمته علیک و یهدیک صراطا مستقیما۞ و ینصرک الله نصرا عزیزا۞ هو الذی انزل السکینة فی قلوب المومنین لیز دادوا ایمانا مع ایمانهم ۞ و لله جنود السموات والارض ۞ و کان الله علیما حکیما ۞ لیدخل المومنین والمومنت جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها و یکفر عنهم سیاتهم ۞ و کان ذلک عندالله فوزا عظیما۞

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔ وہ ہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں

اطمینان اتارا تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ ہی کے ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں اور زمین کے
اور اللہ علم و حکمت والا ہے تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے
جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور ان کی برائیاں ان سے اتار دے اور یہ
اللہ کے ہاں بڑی کامیابی ہے ۔ وما علینا الا البلاغالمبین۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ رضا ربانی۔

Mian Raza Rabbabi: Sir as has been mutually agreed during the course of this session, I would like to move a motion on behalf of the House.

Mr. Chairman: Yes please.

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 that the requirement of Rule 38 relating to Question Hour be dispensed with and the questions and answers laid on the table of the House, may be taken as read.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr Raza Rabbani, the Minister of State for Law and Parliamentary Affairs under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the requirements of Rule 38 relating to Question Hour be dispensed with and the questions and answers laid on the table of the House be taken as read. The motion stands adopted........

[The motion was adopted]

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Mr. Chairman, sir, I want to point out that the answers of the questions have not been received in the Senate and it has been written that answers not received. I think that those questions should be repeated for the next turn.

Mr. Chairman: Right. I think , this is a fair demand.

LEAVE OF ABSENCE

وہ جو questions ہیں جن کے answers نہیں آئے they should be repeated ' نوٹ کر لیا راجہ صاحب ۔ Privilege Motion جی اشتیاق اظہر صاحب ۔ جی جناب ۔ sorry جی Leave Applications میں پہلے پڑھ دوں ۔ Leave Applications جناب میر افضل خان صاحب علاج کی غرض سے برطانیہ گئے ہوئے ہیں اس لیے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ جناب شفقت محمود صاحب ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لیے جنوبی افریقہ تشریف لے گئے ہیں اس لیے انہوں نے مورخہ ۹ تا ۱۴ جولائی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ بریگیڈیئر اصغر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیت کے باعث اسلام آباد سے باہر ہیں اس لیے آج مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ جی جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

PRIVILEGE MOTION

Re: THE KIDNAP OF THE DRIVER OF THE STANDING COMMITEE's CHAIRMAN's CAR

جناب اشتیاق اظہر ۔ سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے اطلاعات و نشریات کے چیئرمین کی حیثیت سے مجھے ایک سرکاری گاڑی الاٹ ہوئی تھی اور اس کے لیے ایک سرکاری ڈرائیور جعفر علی خان ولد قلب علی خان مقرر کر کے میرے حوالے کیا گیا تھا اور اس کی تقرری کے

سے ایف آئی اے دوسرے اداروں کی تحقیقات کے بعد پروانہ تقرری جاری کیا گیا تھا۔ یہی ڈرائیور مئی ۱۹۹۵ء کے آخر میں اغواء کر لیا گیا اور اب تک اس کا پتہ نہیں چلا کچھ سینٹ کے ذمہ دار افسران نے بھی اس کی گمشدگی کے بارے میں ایس پی اسلام آباد کو دو خط تحریر کئے تھے جن کا اب تک کوئی جواب نہیں ملا۔ سینٹ کے ایک ملازم کی گمشدگی سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ خود سینٹ کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری یہ تحریک استحقاق ایوان میں منظور کر کے سینٹ کی استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے تاکہ اس بارے میں گرفتارشدہ ڈرائیور کے ذمہ دار افسران سے بازپرس کر کے اس کو بازیاب کرایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب Interior Minister صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, the point is that firstly he is a Government employee according to the Senator himself. I don't think his privilege in any way has been hurt. The problem is that there were a lot of people who were involved in all sorts of activities so they were rounded up. The said man has absconded and they are trying to locate him.

Mr. Chairman: He is not in the custody of the Police.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: No, sir, this is the information that I had.

جناب اشتیاق اظہر۔ جناب۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی گمشدگی دراصل مجھ پر اثرانداز ہونے کے مترادف ہے اور میرے conduct کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔ میری آپ سے اپیل ہے کہ چونکہ خود وزیرداخلہ نے اس بات سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے اور آپ کی جانب سے دو خطوط کی روانگی کے باوجود اب تک کوئی اطلاع نہیں آئی، نہ بتایا گیا کہ وہ کہاں ہے اس لیے میں درخواست کروں گا کہ معاملہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی کر سکے اور میرا استحقاق اور وہ خود چونکہ سینٹ کا ملازم تھا اس لیے سینٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کا کوئی ذریعہ نکالا جائے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اس میں یہ ہے اشتیاق صاحب، دقت یہ ہے کہ منسٹر صاحب

کہہ رہے ہیں کہ وہ ہماری تحویل میں نہیں ہے۔ نہ ایف آئی اے کے پاس ہے نہ کسی اور کے پاس ہے تو پھر کس کے خلاف کیا کیا جائے؟

جناب اشتیاق اظہر۔ سٹینڈنگ کمیٹی برائے privilege غور کرے گی۔

جناب چیئرمین۔ یا تو یہ ہے ناں کہ----

جناب اشتیاق اظہر۔ کئی ایسی ایجنسیاں ہیں جہاں پہ-------

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar. Sir, the main point is that he is Government employee and not his personal servant. He can be given an alternative driver and he should ask for.

جناب چیئرمین۔ نہیں، پر اس کا بھی تو پتہ چلے ناں کہ یہ آدمی کدھر گیا، کیا ہوا؟ What has happened to him?

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Mr. Chairman sir, there are lot of people who have left Karachi in various places and they are not to be found.

Mr. Chairman : He is here.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I admit that he was with him but when the people were rounded him up in Islamabad also and lot of people have disappeared or gone undergound. That has happened in Karachi. It has happened all over because those people who were involved in this activity and we started rounding up some people so the other were probably associated possibily because of that fear that since he was the driver of the senator, he may also be taken into custody, he decided to disappear.

جناب چیئرمین: جی جناب آفتاب صاحب آپ فرمائیے۔

جناب آفتاب احمد شیخ ، جناب چیئرمین! میرا اس میں پوائنٹ یہ تھا کہ میں بڑا

حیران ہوں کہ یہ بیان اس طرف سے آیا ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھ سے وہ آرڈر دیکھا ہے That he has been placed in detention uner NPQ پہلے تین دن تھا اب مزید extend کیا گیا ہے۔ and he is here within their jurisdiction

Mr. Chairman: No can you give me that order

Mr. Aftab Ahmad Sheikh: I will give you the order tomorrow

جناب چیئرمین: تو ٹھیک ہے ابھی اس کو defer کر دیتے ہیں۔

Mr. Aftab Ahmad Sheikh: I have seen the order myself.

Mr. Chairman: Right, give me the order. so we take it up tomorrow.

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Yes, Adjournment Motions, Prof. Khurshid Ahmad (not present), Shahzad Gull Sahib (not present).... Fazal Agha Sahib...

پروفیسر صاحب آ گئے ہیں میرا خیال ہے پہلے وہ پڑھ لیں۔ وہ آ گئے ہیں تو ان کا پہلے لے لیتے ہیں۔ پروفیسر صاحب آپ کا نمبر ۵ ہے On the alleged non-availability of essental drugs in the market.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التوا پیش کروں اخباری اطلاعات کے مطابق ۸۰ فیصد ضروری ادویات عام مارکیٹ میں دستیاب نہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے یہ ادویات سستے داموں نہیں تھیں، لیکن اب یہ مارکیٹ سے غائب کر دی گئی ہیں۔ یہ ایک اہم قومی مسئلہ ہے جس کا تعلق عوام کی صحت سے ہے لہذا معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: oppose۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا جہاں تک admissibility کا تعلق ہے اس کے

بعد پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک نہیں متعدد اخبارات کے اندر اور ادویات کی نشاندہی کے ساتھ یہ بات آ رہی ہے کہ یہ دوائیں مارکیٹ میں available نہیں ہیں جس سے لوگوں کو شدید مشکل پیش آ رہی ہے غالباً بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ کچھ ادویات کی قیمتیں تو حکومت نے بڑھا دی ہیں لیکن باقی قیمتیں بڑھانے کے لئے مارکیٹ میں غیر فطری طور پر artificially یہ کمیابی پیدا کی جا رہی ہے اور اس کے دونوں پہلو دواؤں کا نہ ملنا اور پھر اس کے پیچھے غالباً یہ محرک کہ اس طرح ان اہم ادویات کی قیمتیں مزید بڑھ جائیں جو خود ایک بہت بڑا بوجھ ہوگا اور یہ بات بھی آپ کے سامنے ہوگی کہ پچھلے دو تین سال میں دواؤں کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے کچھ ادویات کی قیمتوں میں ۱۵۰ فیصد ۲۰۰ فیصد اضافہ ہوا ہے جو اخباری اطلاعات میں سے اور برابر آتی رہی ہیں۔ تو جس مسئلے کی طرف متوجہ کر رہا ہوں وہ ہے essential drugs کی کمیابی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات پر نگاہ رکھے کہ محض free مارکیٹ کے نام پر اس کی scarcity یا قیمتوں میں اضافہ یہ جو artificial صورتحال ہے different شکلیں ہیں وہ پیدا نہیں ہونی چاہئیں۔ مسئلہ بہت اہم ہے اس کا تعلق افراد کی زندگیوں سے ہے اگر بروقت دوا نہ ملے تو اس سے انسانوں کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے بیماری خود ایک ایسی چیز ہے جو قومی مسئلہ ہے اور اس کو ریلیف دینا یہ ذمہ داری ہے فیڈرل گورنمنٹ کی، صوبائی گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ۔ تو امر واقعہ سے انکار نہیں کیا گیا ہے کہ قیمتیں بڑھی ہیں، اس سے انکار نہیں کیا گیا ہے کہ ڈرگ سٹوروں پر نہیں مل رہی ہیں اور یہ چیز مسلسل اخبارات میں ایڈیٹوریل میں بھی اور رپورٹیں بھی آ رہی ہیں تو امر واقعہ ہونا اس مسئلے کا قومی اہمیت کا حامل ہونا اور یہ بات کہ یہ ایک فوری مسئلہ ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیمتوں کی escalation ایک مسلسل عمل ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی درست نہیں ہے ۔ قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ میں جس اہم بات کی طرف آ رہا ہوں وہ ان ادویات کی کمیابی ہے۔ ان کا available نہ ہونا ہے۔ اور available نہ ہونے کی وجہ سے جانوں کو خطرہ پیش آنا۔ اور یہ recent واقعہ ہے ۔ جناب چیئرمین اگر آپ دیکھیں گے کہ جو بھی لوازمات ہیں جو بھی ضروریات ہیں ایڈجرنمنٹ موشن کی یہ وہ تمام پوری کرتا ہے اور بلاشبہ یہ مسئلہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے regulatory role جو ہے ڈرگ پالیسی کا وہ مرکز کے پاس ہے enforcement چاہے صوبے کے پاس ہو لیکن اس کا regulatory role رول جو ہے policy making کا رول جو ہے خاص طور پر

multi-national اور خود ملکی ادویات کی کمپنیوں سے ڈائریکٹ جو ربط ہے ان کو کنٹرول کرنا ہے یہ مرکز کی ذمہ داری ہے تو اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہر پہلو سے مسئلہ ایسا ہے کہ اس issue کو قبول کیا جانا چاہیئے اور اس کو حل کرنا چاہیئے۔ اور ساتھ میں یہ بھی کہہ دوں کہ اس سے پہلے بھی اس ہاوس میں یعنی ڈرگز کی قیمتوں کا مسئلہ ان کی کوالٹی کا مسئلہ ان کی availability کا مسئلہ جب بھی زیر غور آیا ہے تو اس ایوان نے اس کو ہمیشہ مرکزی ذمہ داری اور ایڈجرنمنٹ موشن کے اہل سمجھا ہے اور آپ کو یاد ہوگا اسی بنیاد پر ایڈجرنمنٹ موشن کی بنیاد پر ایک کمیٹی بنی تھی اور جاوید جبار صاحب کی صدارت میں میں بھی اس کا ممبر تھا جس نے تمام معاملات کو examine کر کے ایک پالیسی دی تھی تو press میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ ادویات کی قیمتیں ان کی availability ان کو کوالٹی یہ وہ مسائل ہیں جو ہمارا ڈائریکٹ کنسرن ہیں ہم نے ماضی میں اس پر بات کی ہے۔ اور آج بھی کمیابی کی بنا پر یہ نیا مسئلہ پیدا ہوا ہے جس پر ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین، شکریہ ۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب چیئرمین ! اس تحریک التوا میں ایک مسئلہ نہیں اٹھایا گیا ایک تو نایابی دوسرا قیمتوں کا بڑھنا اس طریقہ کار سے اور اس میں کوئی حقائق نہیں ہیں۔ وہ available ہیں دوائیاں ساری جو ۸۲۱ ہیں جو label کی گئی ہیں اور ان کی ایک خاص پالیسی frame ہوئی ہے اور یہ ۳۰ اگست ۱۹۸۵ء تک ان کی قیمتیں نہ بڑھانے کے لئے اس پر قدغن تھا اب اس کے بعد بھی ایک پالیسی گورنمنٹ نے اختیار کی تھی کہ اس وقت جو فیصلہ پی پی پی نے کیا تھا اس میں یہ طے پایا تھا کہ ۱۵ فیصد سے زیادہ اس کی قیمت نہیں بڑھائی جا سکے گی وہ گورنمنٹ آف پاکستان کے کنٹرول میں ہے اور جو بنیادی دوائیاں ہیں وہ freely available ہیں کسی طریقہ کار سے بلکہ پریس میں یہ بات ضرور ہے کہ جو کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ کے چیئرمین ہیں انہوں نے دی نیوز ۲۷ مئی ۱۹۹۵ ، کو اگر آپ دیکھیں تو اس میں انہوں نے خود کہا ہے کہ کسی دوا کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اور ہر جگہ میسر ہیں جو essential drugs 821 ہیں۔ اس لئے اس تحریک التوا میں حقیقت نہیں ہے لہذا میں گزارش کروں گا کہ آپ اسے مسترد فرما دیں۔

جناب چیئرمین، جی پروفیسر صاحب وہ کہتے ہیں کہ کوئی دوائی ایسی نہیں ہے جو میسر

نہیں ہے۔ سب ملتی ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں وزیر محترم کی توجہ مبذول کراؤں گا دی نیشن کی ۲۷ مئی ۱۹۹۵ء کی رپورٹ جس میں Coordinating Network of Association of Medicines نے باقاعدہ سروے کر کے ۲۸۰ essential drugs کو واضح کیا ہے جو available نہیں ہیں ان میں خاص طور پر essential drugs کی طرف توجہ مبذول کراوں گا جو غالباً واحد available medicine ہے لیکن وہ available نہیں ہے اسی طریقے سے دوسری مثالیں بھی دی گئی ہیں تو یہ بات جو میں عرض کر رہا ہوں وہ سروے کے اوپر مبنی ہے۔ جو Coordinating Network of Association of Medicines نے کیا ہے اور ۲۷ مئی ۱۹۹۵ کے نیشن میں شائع ہوا۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب وہ فرما رہے ہیں کہ یہ جو اخباری رپورٹ ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ۸۰ available نہیں ہیں یہ آپ نے رپورٹ پڑھی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا ! بات یہ ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد بھی صورت حال یہ ہے کہ اگر آپ ایک کیمسٹ کے پاس جاتے ہیں یا ڈرگسٹ کے پاس جاتے ممکن ہے اس کے پاس ایک آئٹم missing ہے تو دوسرے سے لیا جا سکتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ دواوں کی بعض کمپنیوں کے ایجنٹ مختلف ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین - آپ پڑھیں ناں opening para یہ کہتے ہیں کہ 80 essential drugs are not available in Pakistan وہ دوکان کی بات نہیں ہو رہی وہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں ان کے سروے کے مطابق ۔ پتا نہیں ٹوٹل نہیں دیا ہوا شروع میں لکھا ہوا ہے کہ ڈاکٹر ظفر مرزا صاحب نے کہا ہے کہ 80 essential drugs جو ہیں وہ پاکستان میں available نہیں ہیں and this is violation of the drugs Act of 1976.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی - نہیں ایسی بات نہیں ہے -

جناب چیئرمین - یہ پڑھ لیں ناں -

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی - اخبار صحیفہ تو نہیں ہے جی - اس میں تو بہت ساری باتیں ہوتی ہیں - پرسوں کی بات ہے - میں گزارش کر رہا ہوں میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں پرسوں

یہاں بات ہوئی جنرل صاحب سے میں یہاں بات کر رہا تھا یہ سامنے تشریف فرما ہیں 'اخبار والوں نے لکھ دیا کہ وہاں پر وہ جھگڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو convince کرتے رہے انہیں وحی اترتی ہے لہذا جناب والا یہ حقائق سے متصادم ہے پروفیسر صاحب لکھے پڑھے آدمی ہیں وہ میرے ساتھ چلیں اور وہ لسٹ اگر ان کے پاس ہے یا کسی کے پاس ہے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ اگر 80 کا نام ہو انہیں یہ پتا ہو کہ 80 کیا ہے اور کون سا سوائے ایک ڈرگ کے میں ان کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔مارکیٹ میں چلے جاتے ہیں دوا available ہو گی تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ

The information and the reporting is wrong statements are wrong

جناب چیئرمین۔ تو پروفیسر صاحب اس میں گورنمنٹ کی کیا ذمہ داری ہوئی؛ کہ آیا کوئی ڈرگ مارکیٹ میں ہے یا نہیں ہے۔ کیا گورنمنٹ نے کوئی روکی تو نہیں ہوئی ؛ تو گورنمنٹ کی کیا ذمہ داری ہوئی اس میں؛

پروفیسر خورشید احمد ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ان چیزوں کا تعلق ڈائریکٹ گورنمنٹ کی پالیسی سے ہے اس لئے کہ گورنمنٹ یہ دیکھتی ہے نمبر (۱) کون سی دوائیں یہاں آنی چاہئیں اس کو ریگولیٹ کرتی ہے اور اس کو *examine* کرتی ہے اور *permit* کرتی ہے کمپنیوں سے معاملہ کرتی ہے اور پھر یہ دیکھتی ہے کہ قیمتیں ان کی کیا ہونی چاہئیں ؛ یعنی بلا شبہ فری مارکیٹ کے ہم بھی قائل ہیں لیکن فری مارکیٹ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حکومت اس بات پر نگاہ نہ رکھے کہ جو ضرورت کی چیزیں ہیں وہ ملک میں آرہی ہیں یا نہیں ۔ میں آپ کو ایک اور مثال دیتا ہوں گیہوں کی ۔ گیہوں کی آپ نے ایک قیمت رکھی ہوئی ہے اگر ملک میں اس کی قلت ہے تو آپ فوراً اس کا انتظام کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔بہر حال یہ زیادہ مناسب نہیں ہو گا کہ اس کو کمیٹی میں رکھ لیں تو اس کمیٹی کا چیئرمین کون ہے ہیلتھ کمیٹی کا ؛

پروفیسر خورشید احمد ۔ ہیلتھ کمیٹی کو ریفر کردیں ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں ریفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے you can take up

yourself چیئرمین کون ہے کمیٹی کا ؛ جی ڈاکٹر ریحان صاحب ہیں ۔ جی تو ٹھیک ہے ان کے نوٹس میں لائیں Ok- next is آؤٹ آف ٹرن لینے کی درخواست ہے which is حافظ حسین احمد ' پروفیسر خورشید احمد نبی بخش ذومکی سید فضل آغا ایم ظفر صاحب ۔ جی منسٹر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ انہوں نے تو وعدہ کیا تھا جب میں نے اٹھایا اس دن اور حافظ حسین احمد صاحب نے ۔

جناب چیئرمین ۔ سوئی گیس کا معاملہ تھا جو منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہاں اس کو۔ ٹھیک ہے جی آپ سن لیں ۔ جی Ok ٹھیک ہے no objection تو حافظ حسین احمد صاحب نہیں ہیں پروفیسر خورشید صاحب ہیں تو یہ پڑھ دیں جی یہ آؤٹ آف ٹرن آپ لینا چاہتے ہیں ۔

ADJOURNMENT MOTION

Re: THE IMPOSITION OF CURFEW IN THE SUI GAS FIELD.

پروفیسر خورشید احمد ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

It has been reported in today's that is 9th July, 1995 "The Muslim" that curfew has been imposed in Sui Gas Field and there is serious tension between the government and the tribesmen and traders in the area. Gas employees have also been making serious protests. There is also reported that Frontier Corps is being deployed in the town. This is a matter of recent occurrence and of vital importance. I, therefore, beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this issue.

جناب چیئرمین ۔ جی نبی بخش ذومکی صاحب' فضل آغا صاحب ۔

سید محمد فضل آغا ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین میں تحریک کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے مورخہ ۸ جولائی زمانہ کوئٹہ' جنگ' مشرق' کے مطابق سوئی گیس فیلڈ کو F C' کے حوالے کر دیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی نبی بخش ذومکی صاحب۔ جناب فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا ۔ شکریہ جناب ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ مورخہ 8 جولائی روزنامہ زمانہ ' کوئٹہ ' جنگ اور مشرق اخبار کے مطابق سوئی گیس فیلڈ کو F.C کے حوالے کر دیا گیا ہے اور پورے علاقے میں غیر اعلانیہ کرفیو لگا دیا گیا ہے ۔ جس کے خلاف انجمن تاجران اور قبائلی عوام نے تین دن کے لئے ہڑتال اور احتجاج کا پروگرام بنایا ہے ۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے ۔ جاری کارروائی روک کر بحث کی جائے ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو out of turn لیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ظفر صاحب ۔

جناب ایم ظفر ۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں تحریک کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔ مورخہ 8 جولائی روز نامہ زمانہ ' کوئٹہ ' جنگ اور مشرق اخبار کے مطابق سوئی گیس فیلڈ کو F.C کے حوالے کر دیا گیا ہے اور پورے علاقے میں غیر اعلانیہ کرفیو لگا دیا گیا ہے ۔جس کے خلاف انجمن تاجران اور قبائلی عوام نے تین دن کے لئے ہڑتال اور احتجاج کا پروگرام بنایا ہے ۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جاری کارروائی کو روک کر بحث کی جائے اور میں تحریک کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو out of turn لیا جائے ۔

Mr. Chairman: Interior Minister Sahib, the issue is regarding Sui Gas field. It is being alleged that it has been handed over to the FC and there is some unrest in that area and some people have been arrested also. Do you know about it?

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Yes. The thing is that there a permanent arrangement between the Frontier Corps and the Sui Gas and PPL, that we have given them troops on the permanent basis to protect the installations against such an eventuality when these people go on strike or they try to damage the installations. So, that is what happened that two individuals or their workers were kidnapped by the local tribesmen because they

wanted more jobs. This is a continuous process going between Nawab Akbar Bugti and the Sui Gas PPL. (+++++) I think, the details can be rendered by the Minister concerned but the fact is that because of this the two people being kidnapped there was an hill trouble and for the protection and security purposes the area was handed over to the Frontier Corps, which was already there for the protection of these installations. No additional troops have been requested or provided. And the tribesmen still demand and time and again they have been demanding additional jobs and that is the concern of the Ministry itself. I think, two today's two paper say that those two people who were kidnapped have been returned. So, I think, a settlement is coming about this. (++++)

جناب چیئرمین- جی جناب عبدالجبار صاحب۔ آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں -

میر عبدالجبار - جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ - غالباً میرے منصب کا تو تقاضا نہیں تھا مگر میں جناب وزیر داخلہ صاحب کی اس بات کو جو کہ انہوں نے ابھی ارشاد فرمایا اس کو رد کروں۔ جناب بات ہے سوئی گیس فیلڈ کی - سوئی گیس فیلڈ جہاں سے یہ سب کچھ ہمارے ملک کے لئے 60 فی صد گیس وہاں سے آ رہی ہے - وہاں مقامی طور پر لیبر کے الیکشن ہوئے تھے۔ لیبر کے الیکشن کے بعد دو لیبر لیڈر گرفتار کئے گئے ۔ جس میں سے ایک وڈیرا قمرالدین ہے اور جو کہ وہاں پر پی پی ایل کا سیکورٹی گارڈ بھی ہے - اس کی گرفتاری کے بعد وہاں کی لیبر نے جس میں بگٹی بھی ہیں، باہر کے لوگ بھی ہیں، پنجابی بھی ہیں، بروہی بھی ہیں، بلوچی بھی ہیں بلکہ ہر قسم کے لوگ ہیں۔ یہ سب لیبر ہیں۔ اس کی گرفتاری کے بعد اس کا reaction یہ ہوا کہ سب نے اپنا اپنا کام چھوڑ دیا۔ جو لوہار تھا تو اس نے لوہار کا کام چھوڑ دیا، اگر کوئی کلرک تھا تو اس نے قلم کا کام چھوڑ دیا - یہ سب کچھ انہوں نے احتجاج کے طور پر کام چھوڑ دیا - اس پر وہاں کی مقامی انتظامیہ نے جو کہ غالباً وہاں کے حالات سے واقف نہیں- خوف و ہراس پیدا کرنے کے لئے وہاں پر غیر اعلانیہ کرفیو لگایا ہوا ہے -

---

+ *Expunged by the order of the Chairman*

FC کی گاڑیوں پر LMG's فٹ کر دیئے گئے ہیں ۔ بلوچستان پولیس کے دستے مسلسل گاڑیوں میں گشت کر رہے ہیں ۔ لوکل پولیس اور لیویز کو بھی گاڑیوں میں چکر لگا رہے ہیں ۔ وہاں پر ایک عجیب سا سماں ہے ، عجیب سی کیفیت وہاں لوگوں میں موجود ہے ۔ خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور اسی میں انہوں نے ایک رات کو ایک اور لیبر جس کا نام مہر علی تھا ، کو گرفتار کیا اور اس کے گھر پر گئے ، حملہ ہوا اور اس کے بیٹے کو زخمی بھی کیا گیا ۔ کئی لوگوں کو وہاں پر حبس بے جا میں رکھا گیا ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ سوئی گیس فیلڈ اور ڈیرہ بگٹی کے تمام علاقے میں ہر طرف ناکہ بندی کی ہوئی ہے اور وہاں پر آنے جانے والے لوگوں کی چاہے وہ پیدل ہوں یا کسی سواری پر ہوں ، کی تلاشیاں لی جاتی ہیں اور ان کو بٹھایا جاتا ہے ۔ ایک عجیب سا سماں وہاں بنا ہوا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اور جس طرح جنرل صاحب نے ارشاد فرمایا کہ نواب بگٹی کا بھی ہاتھ ہے ۔ میں اس کو سراسر غلط کہتا ہوں اور تردید کرتا ہوں اس لئے کہ ڈیرہ بگٹی وہاں سے ۲۲ میل دور ہے اور سوئی گیس فیلڈ ۲۲ میل اس طرف ہے ۔ نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ڈیرہ بگٹی میں ۔ مقامی انتظامیہ جس کا ابھی ذکر ہوا ہے ، کی نالائقی ہے کیونکہ وہاں کے رسم و رواج سے واقف نہیں ہیں ۔ وہاں کے کلچر سے واقف نہیں ہے ۔ انتظامیہ کا کام تو یہ ہوتا کہ وہ وہاں پر امن قائم کریں ۔ نہ کہ بد امنی یا لوگوں میں خوف و ہراس پیدا کرے ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مقامی انتظامیہ ان لیبرز کے ساتھ جو کام نہیں کر رہے تھے ، کوئی گفتگو کرتے ۔ ان کا جو دعوٰی ہے کہ ہم نے یہ کردیا وہ کردیا ، اس کے اثرات اور نتائج بڑے برے نکلیں گے ۔ حاکم بدہن خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ سارے ملک کو اس پر پچھتاوا ہو ۔ تو میں ادب کے ساتھ وزیر داخلہ سے گزارش کروں گا کہ مہربانی فرماکر اس مسئلے کو ، جوکہ قومی مسئلہ ہے اور قومی اہمیت کا مسئلہ ہے ، ذاتی توجہ مبذول فرمائیں اور اس کو حل فرمائیں ۔ بڑی مہربانی ہوگی ۔

جناب چیئرمین : جی ، پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : میں محترم میر عبدالجبار صاحب ، نے جو حقائق بیان کئے ہیں ، ان کی نہ صرف تائید کرتا ہوں بلکہ میں بہت دل سوزی کے ساتھ اپیل کرنا چاہتا ہوں حکومت سے اور خصوصاً وزیر داخلہ سے کہ ملک ویسے ہی شدید مشکلات سے دو چار ہے اس وقت ۔ کراچی کے حالات ، سندھ کے حالات ، مالا کنڈ کی صورتحال ، خود پنجاب میں امن و امان کی صورتحال ، ان تمام

حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اس ملک کو بچانے اور ترقی کی راہ پر ڈالنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ قوت کے ذریعے سے مسائل کو حل کرنے کا راستہ اختیار نہ کیا جائے اور انتظامیہ کا جو پہلا ردعمل ہوتا ہے خواہ معاملہ ذاتی نوعیت کا ہو یا کوئی حقیقی شکایات ہوں، چند افراد کی شکایات ہوں لیکن وہ کوشش کرتے ہیں کہ ڈنڈے سے اسے حل کریں ۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ یہاں بھی یہی ہوا ہے ۔ دو افراد کا واقعہ تھا لیکن بجائے اس کے کہ اس پر حقیقی طور پر غور کیا جاتا، اسے ڈنڈے سے حل کرنے کی کوشش کی گئی اور بات آگے بڑھ رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیئے اور سینٹ کا اصل کردار بھی یہی ہے کہ ہم اس ملک کو، اس کی تمام اکائیوں کو جوڑے رکھیں، مربوط رکھیں ۔ ان کو رحمت اور محبت کے سیمنٹ سے مضبوط بنائیں اور جہاں کوئی واقعہ ہو، بجائے اس کے کہ ایک نفی رویہ اختیار کیا جائے، کوشش کی جائے کہ اس کا کوئی نہ کوئی مناسب حل نکالا جائے ۔ ہم اس موشن کو اسی لئے لائے ہیں کہ وہاں کے لوگوں کو بھی یہ معلوم ہو کہ سینٹ اور ملک ان تمام چیزوں سے concerned ہے اور اس طرح حکومت سے بھی یہ بات کہیں کہ بجائے اس کے کہ آپ FC لگا کر، اور محض یہ کہہ کر کہ سوئی گیس کے انتظامیہ کے ساتھ threat تھا اور اس لئے ہم نے FC لگا دی ہے ۔ جو مسئلہ ہو اس کو حل کرنے کی کوشش کیجیئے ۔ بجائے اس کے کہ لوگوں کو confuse کریں، اگر blackmailing ہے تو وہ کوئی آج نہیں ہو رہی ہے، اگر ہے تو اس میں آپ اور وہ پارٹی ہوں گے، میں نہیں جانتا ہے یا نہیں ۔ اگر آپ ایک دوسرے کو مختلف بنیادوں کے اوپر نواز رہے ہیں تو I assure آپ اس کے اندر تبدیلی نہیں لا سکتے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ مسئلے کو حکمت کے ساتھ حل کریں، تشدد کے ساتھ اور قوت کے ساتھ یہ حل نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I reiterate that I have spoken to both the Governor, the IGFC but what I have explained is that the troops were already there for the security and protection of the installation. No additional troops have been sent. I may only add that this is the first time that a DC has been posted there who is not a party of Nawab and that is why the

government has now decided to take a firm stand against black mailing. As far as, the kidnapped were concerned, they have been recovered and there is no problem on that issue. The other aspect of the Frontier Corps is that they are purely safeguarding the installations and Sui Gas is being supplied and its supply has not been curtailed or stopped and that is because of the security arrangements. Regarding the other details, I am quite willing that it be deferred so that when the Minister concerned is here, he will give you the complete detail as to the yearly amount that the Nawab expects from the installation, the number of Vehilces, the number of jobs and on what terms they pay to Nawab not to the individuals and then he pays them whatever he likes. That can be done into when the Minsiter himself is here because I am aware of the detail but I would like to say something on it.

جناب چیئرمین۔ بہرحال دونوں جانب کی بات سامنے آ گئی ہے from this side,
the request is that the matter should be handled in a more ...... تو آپ press
کریں گے in the light of all these, he has said

پروفیسر خورشید احمد۔ ہم اس کو defer کرتے ہیں اور جب انور سیف اللہ صاحب آئیں، کل آ جائیں، پرسوں آ جائیں، ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین۔-جی جناب میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار۔ شکریہ۔ میں جناب جنرل صاحب کا مشکور ہوں، مگر میری بھی یہی گزارش ہو گی کہ چونکہ اس سے متعلق وزیر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں، ان کی statement کے بعد پھر اس پر جو further عرض کرنا ہے، پھر کریں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اب اس کو defer کریں، انور سیف اللہ صاحب کے لئے، جب وہ تشریف لائیں تو ہم ان کے سامنے اپنی عرضداشت دوبارہ پیش کرکے اس کو ہم کمیٹی میں لیجانا چاہیں گے

LEGISLATIVE BUSINESS

Mr Chairman: So, half an hour, I think, is over. Now, we proceed to the next item, which is legislative business. Yes, Mrs. Naseen Jalil.

مسز نسرین جلیل۔ میں تمام ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی کہ مجھے لانے میں میرا خیال ہے ان کا کچھ نہ کچھ ہاتھ ضرور ہے اور آپ نے جو detained Senators کے لئے strong stand لیا میرا خیال ہے اس کا کچھ اثر ہوا ہے لیکن ابھی بھی سعید قادر صاحب اور زاہد اختر صاحب موجود نہیں ہیں ۔ میں یہ بتانا چاہتی تھی کہ میرا دل تو چاہ رہا تھا کہ میں حکومت کی بہت تعریف کرتی اور ان کے گن گاتی کہ مجھے لایا گیا ۔ لیکن ۹ تاریخ کو تو نہیں لایا گیا اس کے بعد 10 تاریخ کی صبح ساڑھے پانچ بجے میرے پاس پولیس والے آئے اور کہا آپ 7 بجے کی فلائٹ سے اسلام آباد جا رہی ہیں ۔ تو یہ ممکن نہیں تھا کہ میں اس وقت ایئرپورٹ پہنچ سکتی ۔ بہرصورت پھر کل 10 بجے دن میں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل فون کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو ۴ بجے لے جائیں گے ۔ ڈھائی بجے میں اپنے گھر سے ۴ بجے کی فلائٹ پکڑنے کے لئے نکلی ۔ جب ہم اسلام آباد پہنچے تو پولیس کی انسپکٹر جو کہ میرے ساتھ آئی ہیں وہ میرے ساتھ تھیں کیونکہ یہاں اسلام آباد پولیس ہم detained Senators کو receive کرتی ہے جو کہ کراچی سے لائے جاتے ہیں ۔ میں پونے نو بجے اپنے کمرے میں پہنچی ہوں ۔ وہاں پر کراچی کی administration کا یہ حال ہے کہ وہاں پر نہ کوئی قانون ہے ۔ نہ کوئی احکامات follow کئے جاتے ہیں ۔ تو اس سلسلے میں سمجھتی ہوں وزیر داخلہ صاحب وہاں کی پولیس کی باز پرس کریں تو بڑی مہربانی ہو گی ۔ ویسے I am not surprised مطلب میرا تو کیس بڑا minor سا ہے because they are getting away with murder in Sindh

Mr. Chairman: She is saying that she came by the 4 O'clock flight which must have brought her here about 6 O'clock but the Islamabad police was not there to receive her , not receive her in the exalted sense but receive her in custody and the result was that she had to wait and she was ultimately taken to her room at 9 O'clock.

(interruption)

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Because there was confusion. If you remember I told you that she is coming in the....... Then you announced over here that she is coming by the tomorrow morning flight. So, that confusion must have prevailed and I will look into that.

(interruption)

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: You are aware that the moment you mentioned that I went out and got the information and then I checked the administrative difficulties and then I said she is coming in the evening flight. Then later on you got the information that no, she is coming in the morning flig!'. So, I will look into it.

Mr. Chairman: Thank you. Please Ishtiaq Azhar Sahib.

جناب اشتیاق اظہر ۔ پارلیمنٹ خالی کرا لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ آج۔ .

جناب اشتیاق اظہر ۔ security arrangement کے لئے جی ہاں جنگ میں خبر چھپی ہے۔ یہ دو بجے Privileges Committe کی meeting رکھی ہے اور ڈھائی بجے ایک اور کمیٹی کی میٹنگ رکھی ہے۔ ان کو کہنا کہ کل کے لئے postpone کر دیں۔ یہ اخباروں میں چھپا ہے آج۔ میں اپنے طور پر نہیں کہہ رہا۔

Mr Chairman : I have no such information.

Mian Raza Rabbani: Such information but I will check in during the course of the session.

جناب چیئرمین ۔ نہیں جی خالی کیسے کر سکتے ہیں یعنی you can't empty the Parliament House. یہ کوئی تھانہ تو نہیں ہے یہ خالی کر دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ انشاء اللہ جب تک پارلیمنٹ موجود ہے پارلیمنٹ کو کوئی نہیں بھگا سکتا۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ پارلیمنٹ جب تک ہے اس کو کوئی نہیں بھگا سکتا۔ جی

راجہ محمد ظفر الحق۔جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین۔یعنی بے معنی سا بیان ہے کہ پارلیمنٹ کو خالی کرا دیا جائے گا۔

I don't understand it. It is ridiculous.

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین ! گذشتہ چھ سال سے بالخصوص مقبوضہ کشمیر کے اندر بھارت نے جو ظلم برپا کر رکھا ہے اور وہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس کے ردعمل کے طور پر کئی ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ جو normal نہیں ہوتے۔ ابھی چند دن پہلے کوئی چار بیرونی سیاہ جرنلسٹ ان کی ایک فارن organization تھی ان کو الزام ہے وہ انہوں نے قبول کیا کہ انہوں نے ان کو اغواء کیا ہوا ہے۔ حراست میں رکھا ہوا ہے۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ انتہائی مشکل حالات میں ہیں کہ دنیا کی وہ توجہ ان کی طرف نہیں ہو رہی جو ہونی چاہئیے اس سے frustration بھی ہو تی ہے۔اس کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں میں اس فلور پر یہ کہنا چاہتاہوں اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے اس بات کی ذمہ داری قبول کی ہے کہ وہ انسانی بنیادوں کے اوپر ان کو رہا کر دیں تاکہ بحیثیت مسلمان ان پر یہ الزام نہ آئے کہ غیر متعلق لوگوں کو اغواء کر کے حراست میں رکھا ہوا ہے۔ Thank you

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی جناب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں جہاں لیڈر آف دی اپوزیشن کی اس اپیل کی تائید کرتاہوں اور ہمارا موقف اس معاملے میں یہی ہے۔ وہاں یہ بات بھی اس فلور سے کہنا چاہتاہوں کہ ہندوستان کے مظالم روز بروز بڑھ رہے ہیں اور خاص طور پر پچھلے دو مہینے میں نہ صرف چرار شریف کے آٹھ سو مکان جلائے گئے ہیں بلکہ یہ systematic policy ہے کہ ہر شہر میں مکانوں کو جلایا جا رہا ہے اور تقریباً دو سو گھر پچھلے چار ہفتے میں نذر آتش کئے گئے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر کر

جو وہاں کی سیاسی قیادت ہے اسے ٹارگٹ بنا کر کے eliminate کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ وہ تمام چیزیں ہیں جس کے اوپر پاکستان کو مزید موثر احتجاج کرنا چاہئیے۔ سینٹ کی طرف سے ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہر سیاسی پلیٹ فارم کے اوپر اور ہر اہم واقعے کے اوپریعنی یہ نہیں کہ فارن آفس کے نمائندے نے ایک بیان دیا اور پھر سو گیا بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلسل اس مسئلے کو اٹھایا جائے جہاں ہم ان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان اغواء کنندگان کو رہا کریں وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ کشمیر کے مسئلے کے حل کے لئے اور وہاں جو مظالم ہندوستان کر رہا ہے اسے رکوانے کے لئے موثر کارروائی کی جانے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب You want to say something Mr. Raza Rabbani

Mian Raza Rabbani: Sir, as far as the question of Kashmir is concerned I think there are no two opinions about it. It is a matter of vital national importance and the Government has always tried to create a national consensus on this issue and also it has been the consistent policy of the Government to highlight the Indian atrocities and the brutality which the Indian Occupation Forces are perpetuating on the freedom fighters in Kashmir. I can assure this honourable House that the Government will spare no diplomatic effort to bring this into the limelight in the world so that the world consciens becomes alive to the fact that genocide is being committed in the occupied Jammu and Kashmir.

Mr. Chairman: Now, we proceed to the next item. He has agreed, I think we deal with the Legislative Business for the next 45 minutes upto 11.30 a.m.

Mr. Aftab Ahmed Shaikh: Point of Order, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Aftab Ahmed Shaikh: Although we have agreed. Mr.

Rabbani might have also agreed that this would go on. But I would like Sir, to point out you, the provision of Rule 87. Now this Bill Mr. Chairman, was referred to the Committee. Sir, let me give you facts sir, and then I will come to the Rule.

This Bill was referred/presented in this House on 14-9-1994 and then it was referred to the Committee. The Committee deliberated on dates i.e. on 10-10-1994 and 6-4-1995 and then finally the Committee sent a report which was presented in this House on 24th May, kindly recall. 24th May was the last day of the previous Session. The Committee virtually has proposed amendment in every clause of this Bill. Now this is the situation that the original Bill has been proposed to be amended by the Committee in every clause, the operation of Rule 87 will be effective. And that is, sir;

87 (1)" when a Bill has been received back from the Standing Committee, or when the time fixed for the Standing Committee to send it back has expired, the Secretary shall cause copies of the Bill, as introduced, together with modifications, if any, recommended by the Standing Committee, to be supplied to each member within seven days after the receipt back or, as the case may be, expiry of time and shall set down the Bill on the Orders of the Day for a day meant for Government Business or on a day meant for Private Members' Business according by as the Bill is the Government Bill or Private Members' Bill, for a motion under rule 88.

(2) At least two clear days shall intervene between the day of supply of copies of the Bill to members and the day for setting down of the Bill for a motion under rule 88:

Provided that it shall not be necessary to supply copies of the Bill,

where the requirement of rule 86 has been dispensed with or where the Standing Committee has not recommended any modification in the Bill or where the Standing Committee has failed to send back the Bill before the expiry of the time for it to send it back."

Now this is the clause that is attractive:

"(3) In case of urgency, if the Chairman permits, the member-in-charge may move that the requirement of Sub-rule (2) be dispensed with and, if the motion is carried, the provisions of that Sub-rule shall stand suspended in regard to that Bill and the member-in-charge may forthwith make any of the motions in rule 88."

So, the question is, sir, that for a motion in rule 88, this Bill has been proposed to be amended and all clauses have been proposed to be amended. The compliance of rule 87 has not been made. I am not very serious in this objection, with regard to this Bill. Let it continue today we will have discussions on the general principles of the Bill and then Mr. Rabbani says we will have it passed tomorrow. But this is a procedure which, in fact, amounts to bulldozing the very sense of passing the legislation. I don't know Mr. Chairman, how the office has set down this Bill here without compliance of Rule 87. This is what I want. And what is the urgency that you will exercise your powers saying that this motion is allowed , Bill may be presented here. So therefore, my submission is , I don't know, I am not understanding this that you being the Chairman of this Senate, who is a law knowing person, daily a Bill is being presented . Bills are amended by the Committee , the amended form of the Bill has to be presented by the Secretary of the Senate . It is not the Standing Committee report on the basis of which the Bill can be presented for further

consideration in the House. The Secretary has to do his duty and word "Secretary" has been defined in the rules. So, I don't know sir, this is my humble submission. I seriously object to this short circuting of the procedure and with this objection, I will submit that now the Bill can be taken.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے میں آپ کا پوائنٹ سمجھ گیا ہوں ۔ رضا ربانی صاحب ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I would most humbly like to submit that first of all I take strong exception to the term that legislation is being bulldozed. Even yesterday, while private consultations with the honourable Senator, I explained to him that neither the Chair, nor the treasury benches bulldozed the Bill yesterday. The procedures, as given under the rules were followed in toto. The Bill was moved in accordance with the rules. Copies had earlier been supplied to the members well in advance by the Senate Secretariat. The Bill, was then taken up by mutual consultation with the honourable Member also and with the Chairman of the Standing Committee. A general discussion was allowed. You did not short circut anybody on the general discussion. After the general discussion the motion was put. You, then asked were there any amendments? Since there were no amendments then it was taken. And it was a Bill which had two clauses to it. Clause by clause reading of the Bill was held and then finally, the Bill was put to the vote. So, there was no question of bulldozing the Bill at all. And even today, the intention is not to bulldoze anything. First of all, I have already spoken to the Chairman of the Standing Committee. He had, although, as you would see from the report of the Standing Committee, extensive debate took place, there were amendments that were moved. We agreed to those amendments. Those amendments were incorporated but even now, the

Chairman has proposed certain gramatical changes and one substantive amendment which I have discussed with him. And I have said that what we can do is that we can do the general discussion on the principles of the Bill today and then we will sit down and work it out and tomorrow we can go for clause by clause. So, I mean, when we are accommodating to this extent that we are willing to sit down , discuss the amendments that the honourable Senators are moving and where possible and feasible we are including all those amendments. I don't think, the Chairman would say that at any stage, either during the Committee stage or during the deliberations on the floor, we have been unreasonable. It is not that. So, first of all, I take strong exception to that.

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ جی جہانگیر صاحب آپ کے پاس موبائل ہے I hope it is off

جناب جہانگیر بدر۔ جناب! یہ off ہی ہے۔

Mr. Chairman: Please no mobile telephones in the House, because if this practice continues, I will have to asks the security staff to keep them outside.

میں باقیوں کے لئے بھی کہہ رہا ہوں کیوں کہ یہ آج کل ایک روش بن گئی ہے تو یہ ہاؤس میں نہیں ہونا چاہئیے۔

Mian Raza Rabbani: And therefore, sir, I would most humbly submit that the copies were laid on 24-5-1995, before the House.

Mr. Chairman: Of the amended Bill?

Mian Raza Rabbani: Of the amended Bill Sir.

جناب چیئرمین۔ کاپیاں آئی ہیں۔

جناب رضا ربانی ۔ جی جی جناب۔

They came with the report. If the honourable Senator was not present on that

day or did not bother to pick up the copies, I don't think , we should be held hostage of the thing or the Secretariat should be blamed for that.

Mr. Chairman: So, what you are saying is that as required by Rule 87, copies of the report together with the report, as amended by the Standing Committee were circulated to the House on 24-5-1995.

Mian Raza Rabbani: I have just re-confirmed with the Senate Secretariat.

جناب چیئرمین۔ جی جناب وہ کہہ رہے ہیں کہ ۲۴ مئی کو بھیج دی گئی ہیں ۔

Mr. Aftab Ahmad Sheikh: The report was presented on 24-5-1995.

جناب چیئرمین۔ اس کے ساتھ ہی کاپی بھیج دی گئی ہے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ وہ صحیح ہے جناب ۔ میری عرض یہ ہے کہ چیئرمین اسٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ ظاہر ہے کہ وہ ترامیم تو آئیں گی ہی اس کے بعد جو ڈیوٹی کاسٹ ہے وہ کس طرح بھول جائیں گے ۔

جناب چیئرمین۔ وہ کیا ڈیوٹی ہے ؟

جناب آفتاب احمد شیخ۔ دیکھیں ناں جناب ذرا

When the Bill has been received back from the Standing Committee or when the time fixed for the Standing Committee to send it back as required , the Secretary shall cause a note to the Chairman of the Standing Committee .....

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, it is the same thing. The Secretary distributes the copy over here and it is not distributed by the Chairman or by the Chairman of the Standing Committee.

جناب چیئرمین۔ دیکھیں آرڈر آف دی ڈے پہ یہ چیز ہے اور وہ کہہ رہے ہیں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ آپ نے میری بات تو سنی نہیں ۔

جناب چیئرمین - آپ میری عرض تو سن لیں ناں۔ مقصد یہ ہے کہ جو amendments آ گئی ہیں ان کا آپ کو علم ہو کہ جی یہ ترامیم ہیں آپ کو پتہ ہو اور آپ discuss کر سکیں - اب یہ باقاعدہ سیکرٹریٹ آرڈر آف دی ڈے پہ یہ چیز لاتا ہے - یعنی سیکرٹری کے دستخطوں سے وہ issue ہوتی ہے۔ جب ہاؤس میں ایک چیز distribute ہوتی ہے وہ چیئرمین نہیں لاتا سیکرٹریٹ لاتا ہے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں عرض کروں آپ سے ۔

جناب چیئرمین۔ یعنی چیئرمین تو وہ رپورٹ دفتر کو بھیج دیتے ہیں ناں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ اس کے بعد جو رولنگ دیجیئے گا ظاہر ہے آپ کی رولنگ کو obey کرنا ہے مجھے - بات یہ ہے کہ سیکریٹری کی presentation سے two days count ہوں گے ۔

جناب چیئرمین۔ جی ؟

جناب آفتاب احمد شیخ۔ سیکریٹری جب modified دے گا ------

جناب چیئرمین - اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر سیکرٹری 24 کو یہ distribute کر دیتے ہیں تو دو دن اس کے بعد یعنی 26 تاریخ کو یہ آ سکتا ہے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ یہ کیسے آ سکتا ہے ۲۶ کو ؟

Mr. Chairman: The motion under 88.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: No, no the amendments, Members of the Senate at least two clear days shall be intervened between the day of supplyof copies of the Bill

بل جب supply ہو گا تو دو دن کا ٹائم ملے گا ۔

جناب چیئرمین۔ تو 24 کو سپلائی ہو گیا ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ ہمیں سپلائی نہیں ہوا ۔

جناب چیئرمین ۔ assuming کہ سپلائی ہو گیا وہ علیحدہ بات ہے کیوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ سپلائی کیا تو اگر 24 کو ہو گیا تو اس کا مطلب ہے کہ ۲۶ کے بعد کسی وقت بھی موشن ۸۸ کا آ سکتا ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔میری عرض یہ ہے جناب کہ If the Chairman permits.

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو بعد کی بات ہے ناں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ ہاں ۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو یہ ہے کہ He wants to suspend.

Mian Raza Rabbani: Sir, he is failing to understand.

جناب چیئرمین۔ وہ تو تب ہو گا ناں کہ اگر اس procedure کو follow نہیں کیا گیا اور چیئرمین کو request کی جاتے کہ ہم suspend کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ بالکل صحیح بات ہے یہ ۔

جناب چیئرمین۔ لیکن ان کا یہ کہنا ہے کہ 24 کو amended جو بل ہے وہ پیش کر دیا گیا ہاؤس میں چنانچہ ایوان کو پتہ ہے کہ کیا بل ہے ۔ اب 24 کو اگر پیش ہو گیا تو اس کا مطلب ہے کہ دو دن کے بعد یعنی 26 کو کسی وقت بھی 26 کو یا 27 کو یا اس کے بعد کسی وقت بھی 88 کا موشن آ سکتا ہے ۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Am I to understand that the report of the Chairman of the Standing Committee shall be deemed to modify Bill submitted by the Secretary.

Mr. Chairman: No, report of the Chairman alongwith the modified Bill

وہ دکھائیں ناں کیا distribute ہوا ہے ۔ distribute اگر تو خالی رپورٹ ہوئی ہے تو وہ تو

کافی نہیں ہے -

میاں رضا ربانی - نہیں سر بل ہوا ہے -

جناب چیئرمین- چلیں بھنڈر صاحب explain کر دیتے ہیں -

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I would bring it to your notice and to the notice of this House that Shaikh Aftab Ahmed is a very distinguished member of the Committee on Law and Parliamentary Affairs.

جناب چیئرمین- آفتاب صاحب یہ دیکھیں جو distribute ہوا تھا 24 کو یہ چیز distribute ہوئی تھی -

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: He participated in the first meeting , he was there but unfortunately inspite of a direction and a Production Order he was not brought on the date when for the second time this Bill was deliberated upon in the Committee. He was not there. We were deprived of the valuable contribution which he always made at the Committee stage as well as in the House. We deliberated upon it, we made recommendations and on the 24th was perhaps the last day of the Session and on that day I presented the report and alongwith the report both the Bills as introduced as well as passed by the Committee or as recommended by the Committee both were circulated as Annexure I and Annexure II , those were attached with report of the Standing Committee and I think that it was the sufficient compliance of the rule which has been referred to by Shaikh Aftab Ahmed because after that on the 24th at least there should be two days. It could not be deliberated upon on the 25th. It could not be deliberated on 26th. Two clear days' notice should have been given and I think that sufficinet compliance of the rule has been made in this regard. But so far as the supply of the copies to Aftab Shaikh is concerned, I think he is

perfectly right in that because on account of his being detained and on account of his non-production he has not been able to get the copies.

Mian Raza Rabbani: But sir, copies were circulated.

Mr. Chairman: But do you also see the importance of producing the detained Senators in the Committees.

یعنی آپ دیکھ رہے ہیں ناں کہ کیا problems آ جاتے ہیں ایک اچھے بھلے contribution جو کرتے ہیں
محنت کرتے ہیں ان کو اگر آپ پیش نہیں کریں گے کمیٹیوں میں اور یہ شکایت آئی ہے کہ detained
Senators do not produce before the Committees اور اس کے لئے میں درخواست کروں گا آپ
سے بھی اور وزیر داخلہ صاحب سے بھی کہ آئندہ یہ خیال رکھا جائے کہ All those Senators for whom
Production Orders are issued, kindly produce them before the Committees also.

میاں رضا ربانی۔ جناب ! اس میں میں صرف اتنی گزارش آپ کے سامنے کرنا چاہوں
گا کہ جو بات انہوں نے آپ کے سامنے اٹھائی ہے میرا مطلب ہے بات کہیں سے بھی کریں گے
لا کر وہیں پر ختم کریں گے لیکن بات یہ ہے کہ جو بات انہوں نے ابھی اٹھائی ہے۔ اس کا اس
بات سے کوئی تعلق نہیں تھا کہ وہ اس کمیٹی میٹنگ میں تھے یا نہیں تھے ۔ انہوں نے آپ کو
plain اور simple کہا کہ Rule 87 کی compliance نہیں ہوئی
and as I said this, your Secretariat stated that the Chairman of the Standing Committee has stated that the Rule 87 has been complied with.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں نے ایک عرض کرنی ہے ۔ میں Rules کے صفحہ
نمبر ۲ سے پڑھتا ہوں ۔ اس میں لفظ سیکرٹری جو ہے۔
means the Secretary of the Senate and includes any person for the time being performing the duties of the Secretary. Now Rule 87 uses the word 'Secretary', the Secretary shall cause copy of the Bill as introduced together with the modifications, if any, recommended by the Standing Committee. So, the Standing Committee or its Chairmen, they are included in the definition of the word

'Secretary'.

جناب چیئرمین۔ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین تو صرف present ہی کرتے ہیں but who causes all these copies to be made and produced here? یعنی ہم اس کی کاپیاں بناتے ہیں ۔ پھر اس کو ہمارے لوگ distribute کرتے ہیں ۔ چیئرمین تو صرف اسے پڑھ دیتا ہے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ ٹھیک ہے کہ وہ اسے پڑھ دیتا ہے ۔۔

جناب چیئرمین ۔ باقی کام تو دفتر ہی کرتا ہے اور پھر order of the day سیکرٹری لاتا ہے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ یہ بالکل صحیح ہے لیکن modified Bill جو ہے It has to be signed by the Secretary.

Mr. Chairman: No. No. He does not sign. It says he shall cause it to be produced. So, he is causing it by asking his staff, کہ اس کی کاپیاں بناؤ ۔ پھر اس کو distribute کرو۔ He produces on the Orders of the Day and the Chairmen then formally presents that report in the House.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میں آپ کی بات ہی لیتا ہوں۔ If this Bill has been caused to be produced by the Chairman of the Committee, he stands up, presents the report along with the original Bill and the modified Bill. This is not causing by the Secretary to produce.

Mr. Chairman: No. Who prepares the Order of the Day?

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: The Secretary prepares it

Mr. Chairman: Yes the Secretary prepares it.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Now here is the Chairman who

prepares the Orders of the Day.

I am quite clear, I think it has been جناب چیئرمین - بہرحال یہ بات نہیں ہے complied.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, my humble submission is this that

Mr. Chairman: My ruling on this is that in view of the facts stated before me which is that on the 24th of May, 1995 the original Bill and the report together with the Bill as amended by the Standing Committee that was caused to be produced in the Senate and each member was supplied a copy and this procedure was effective on the behest of the Secretary and, thefore, there has been compliance with Rule 87. So, in view of the fact that the copies have been distributed the members were aware of this.

یہ آپ کا ایک مسئلہ ضرور ہے کہ آپ شاید نہیں تھے تو

that' of course' is a different situation altogether, but' as far as' the House is concerned and the members are concerned, I think the Rule 87 has been complied with.

جی جناب اب آپ فرمائیں گے - introduce کر دیں جی-

Mian Raza Rabbani: Sir, I move that the Bill to provide for promotion and protection of consumers [The Islamabad Consumers Protection Bill, 1994], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Raza Rabbani, Minister of State for Law, Justice and Parliamentary Affairs that the Bill to provide for promotion and protection of the interests of consumers [The Islamabad Consumers Protection Bill, 1994], as reported by the Standing Committee be

taken into consideration at once.

جی فرمائیے یہ کیا بل ہے ؟

Mian Raza Rabbani: Thank you, sir. Sir, this is a Bill that has been moved by the government, keeping in view the fact that as the world markets and the economy within the country are progressive, the demands of consumers and the rights of consumers need to be protected. In normal practice, throughout the world, there are various consumer organizations that have been created which protect the consumers from the onslaught in various manners by the manufacturers and the people who then subsequently go on to sell various goods or offer various services. But since this is a new concept in Pakistan' therefore' it was decided that in order to encourage at least in the Federal Capital Territory Area the Bill should be introduced which would set the parameters for such a thing and at the same time would call for the creation of a Council and provide a mechanism whereby a complaint made by consumers in respect to I will give a little bit of the details in respect to various services could be made and sent to that authority which would then proceed according to law.

Now Sir, this as I had stated the name of the Bill is the Islamabad Consumers Prot..ion Act of 1994 and it shall extend to the Islamabad Capital Territory. Sir, herein the term services would be relevant which has been defined as includes services of any description which is made available to potential users and includes the provision of facilities in connection with banking, financing, insurance, transport, manufacturing, processisng, accountancy, supply of eleceltrical, mechanical or other forms of energy, boarding or lodging, entertainment, medicine, education, construction work,

amusement, catering, security or previewing a news or other information and similarly other services but does not include the rendering of any service free of charge or under the contract of any personal service.

Then Sir, it goes on further to define in great detail but I would just for the information of the House, read out one portion as to what makes unfair trade practice. There are about 10 items which have been listed out of this the pertinent would be unfair trade practice means a trade practice which for the purposes of sale, use or supply of any goods or for provision of any service or for their promotion adopts one or more of the following practices causes loss or injury through hoarding, black-marketeering, adulteratioin, selling of expired drugs, food items and the commodities or charging for the goods and services in excess of the prices fixed by any authority authorized to do so under any law for the time being in force.

Then it further goes on that for offering for sale or to lease any premises house, shop buildings with specified facilities etc with the promise to deliver possession thereof within a specified period or without any escalation in price like for example you are well aware that at times advertisement comes for flats and all that you have to pay ex-amount ... that the possession would be handed over within a period of one year but then when the person has entered into a contract there is an escalation in prices and instead of the flat being handed over in a year it goes on to two or three years.

Similarly, the Council, it provides for the creation of Council which would be known as the 'Consumers Protection Council of Islamabad'. The Council consi of a Chairman who is to be appointed by the Federal Government from amongst prominent social workers, permanently residing in

Islamabd.

Then Sir, the Bill as was amended by the Standing Committee at that time but now there is a further amendment which I am discussing with the Chairman of the Standing Committee but as it reads the amended Bill there is one Senator and one Member of the National Assembly who is elected from Islamabad who would be members of this Committee. Then of course there is the Chief Commissioner, the Chairman of the Capital Development Authority and then there is a representative of the Consumers Association in Pakistan, a representative of the Ministry of Interior who will not be of a rank below that of a Joint Secretary and there is to be a representative of the shopkeepers, vendors, manufacturers, as recommended by the Chamber of Commerce and Industries Islamabad. Then there are members of the Ministry of Finance related Ministries of Health and so on. The basic objects and functions I have already dealt with, Sir, but I would just highlight them that the right of protection against marketeering of goods which are hazardous to life and property be the right of information about the quality, quantity, potency, purity, standard and prices of the goods and services and the right of access to a variety of goods at competitive prices and so on. This is the purpose. Then it has provided for that the mechanism is that either the Council itself can take notice of any irregularity, that is being committeed or on a complaint being made by a consumer it would investigate and look into it, or if in the case of an individual consumer he will move, Sir, which has been defined in the Act, the authority has been defined as the court of session in Islamabad. Then it will go to the court of session in Islamabad, who would require it who would ask for a reply from the other side and within a short period of time, then he would accordingly dispose it of. And

appeal from this would lie to the High Court, in case an appeal is preferred. So, these are the general and broad principles of this Bill.

جناب چیئرمین - شکریہ - جی جناب انور بھنڈر صاحب -

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب چیئرمین ! موجودہ بل کی دفعات کے متعلق فاضل وزیر قانون نے روشنی ڈالی ہے - میں ابتداً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے بلکہ جب بھی ہم ordinances کی بات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن چونکہ cooperate نہیں کرتی اس لئے ہم ordinances لے آتے ہیں - لیکن جناب یہ دیکھ لیں کہ یہ requisitioned session جو اپوزیشن کی تحریک پر ریکوزیشن کیا گیا تھا - اس میں اگر جناب نے یا فاضل وزیر قانون نے یہ تحریک یا تجویز دی کہ اس میں بھی legislation ہونی چاہیئے۔ تو ہم نے اس سے بھی agree کیا - قائد حزب اختلاف نے اس بات سے agree کرتے ہوئے یہ مان لیا کہ اگر legislation آئے تو ہم اس پہ بھی غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا - کہ یہ طعنہ یا یہ بات آج کے بعد کم از کم نہیں ہونی چاہیئے کہ اپوزیشن قانون سازی پہ تعاون نہیں کرتی - ہم نے ہمیشہ تعاون کیا ہے جائز بات کی ہمیشہ حمایت کی ہے - لیکن ناحق اور ناجائز بات کی نہ پہلے کبھی حمایت کی ہے اور نہ آئندہ کبھی حمایت کریں گے - لیکن چند مسودات قانون ایسے ہوتے ہیں - جن کو میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی مفاد میں ہے کہ ان کو پاس کر دیا جائے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ قوانین ہمارے سامنے آئیں گے جب وہ ہمارے سامنے حکومت بل لائے گی تو ہمیں ذرا تامل نہیں ہوگا - بلکہ ہمارا پورا پورا تعاون ہوگا تاکہ جلد از جلد وہ قوانین یا ان کے اثرات عوام تک پہنچیں - اس لئے ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم ان bills میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں بلکہ ان کو بہتر بنانے کے لئے کوشش کریں- چنانچہ یہ بل جب لایا گیا تو اس کا پس منظر یہ تھا کہ اسلام آباد میں ہورڈنگ، بلیک مارکیٹنگ یا کم وزن میں دیئے جانے یا جعلی ادویات دینے یا essential service کو عام consumers تک پہنچانے میں جو بے ضابطگیاں ہوتی ہیں اس کے لئے ایک الگ مسودہ قانون چاہیئے - جب حکومت یہ مسودہ قانون لائی اور یہ مسودہ قانون کمیٹی میں گیا اس میں ہم نے کمیٹی میں غور کیا - اور فیصلہ کیا کہ چونکہ یہ مسودہ قانون عوام کے مفاد

میں ہے اس لئے ہم باؤس کو recommend کریں گے ۔ چنانچہ ہم نے اس پر دو میٹنگز میں بحث کی ۔ اور سیر حاصل بحث ہوئی ۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم جناب آفتاب شیخ صاحب کی contribution سے فائدہ نہ اٹھا سکے ۔ انہیں production order کے باوجود نہ لایا گیا ۔ لیکن بہر حال باقی ممبر صاحبان جو آئے انہوں نے اپنی تجاویز پیش کیں اور ان تجاویز کی روشنی میں ہم نے اپنی رپورٹ مرتب کی ۔

جناب والا! باوجود اس بات کے کہ میں اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں ۔ باوجود اس بات کے کہ یہ کمیٹی کی رپورٹ ۔۔۔ لیکن پھر بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی وقت کسی رکن پارلیمنٹ کو یا کسی رکن سینیٹ کو کوئی اچھی بات یا کوئی اچھی تجویز یا قانون میں کوئی خامی یا کوئی خلاء نظر آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس سے پیشتر اس کو ہم پاس کریں ہم اس پر غور کریں ہم اس کو دیکھ لیں ۔ میں نے آج صبح amendments دی ہیں اس لئے کہ کل یہ پتہ چلا کہ آج یہ بل آنا ہے تو اس کے متعلق میں جناب ایک اور گزارش کروں گا کہ schedule کا یا legislation کا شیڈول ہمیشہ predetermined ہوتا ہے اور ہمیشہ ہوتا ہے کہ آٹھ دس بل جو بھی آپ پاس کرنا چاہتے ہیں خواہ ایک دن میں ایک بل بھی پاس نہ ہو لیکن وہ لسٹ پر آجاتے ہیں اور ہمیں اس sequence کا پتہ چل جاتا ہے کس sequence میں حکومت بل کو پاس کرانا چاہتی ہے اب ہمیں جناب والا ! یہ تو کل پتہ چلا کہ آج یہ اسلام آباد سے متعلق جو بل ہے یہ لایا جا رہا ہے میں درخواست کروں گا فاضل وزیر قانون سے کہ legislation کی جو لسٹ ہے وہ دے دیا کریں ایک آئٹم کے بجائے اگر دس آئٹم کی بھی کریں گے تو کم از کم ہمیں نوٹس ہو جائے گا کہ حکومت یہ legislation لانا چاہتی ہے ہم اس کے لئے تیار ہوں گے ہم اس کی amendments بھی دے سکیں گے یہی وجہ ہے کہ اس کی amendments فاضل ممبر صاحبان نہیں دے سکے میں درخواست کروں گا فاضل وزیر قانون سے کہ جو legislation بھی آپ لانا چاہتے ہیں اس کی detailed list دے دیں تاکہ ہم اس کے متعلق تیار ہو کر آسکیں ۔ جناب والا دوسری بات جو اس بل کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ بل unanimous بھی recommended تھا اور میں بحیثیت چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی یہ محسوس بھی کرتا ہوں کہ اس بل کی recommendation unanimous کے بعد شاید میں جو بات کروں یہ۔۔۔۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین پچھلی سیٹوں پہ ممبران باتیں کر رہے ہیں فاضل ممبر کی بات نہیں سن رہے۔

جناب چیئرمین: جی مہربانی کر کے باتیں نہ کریں تاکہ ممبر کو سن سکیں جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ amendments دے دی جائیں کل بھی ہم نے amendments دی ہیں سب سے پہلے میں جناب یہ عرض کروں گا کہ جب ہماری کمیٹی کی delebrations ہو رہیں تھیں تو اس وقت بھی یہ بات آئی تھی کہ اس کی جو کونسل بنائی جا رہی ہے اس کونسل میں بہت سی وزارتوں کے نمائندوں کو نامزد کیا گیا تھا۔ مثلاً" لاء ڈیپارٹمنٹ کا بھی ایک نمائندہ اس میں لایا گیا تھا Women Division کا بھی ایک نمائندہ رکھا گیا تھا۔ اور تقریباً" تقریباً" اس کا تاثر یہ تھا کہ تمام سرکاری ملازمین یا سرکاری محکموں کے جو representative ہیں ان پہ یہ کونسل مشتمل ہو۔ ہم نے حتی الوسع کوشش یہ کی کہ ہم نے اس میں سے Women Division کو بھی نکال دیا۔ ہم نے اس میں سے Law Department کے نمائندے کو بھی نکال دیا اور کوشش یہ کی کہ یہ کونسل جو ہے یہ ایک نمائندہ کونسل ہو اور یہ بجائے سرکاری ملازموں کے یہ دوسرے لوگوں پہ صارفین پہ یا ان consumers پہ مشتمل ہو ان کے مفاد کے لئے یہ بل بنایا جا رہا ہے لیکن اب بھی جناب باوجود اس بات کے کہ اس میں ہم نے کوشش کی لیکن پھر بھی اگر اس کو دیکھیں اور اس کی دفعہ 2 کو ملاحظہ فرمائیں 2 کو نہیں 3 کو جناب ملاحظہ فرمائیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں سرکاری کنٹرول بہت زیادہ ہے ایک تو جناب چیئرمین ہے جو بھی nominate کرنا ہے وفاقی حکومت نے۔ فیڈرل گورنمنٹ جو nominate کرے گی وہ چیئرمین ہوگا ہم نے اس میں یہ کہا کہ وہ آدمی سوشل ورکر ہو اور اسلام آباد میں رہتا ہو اس لئے کہ اگر وہ لاہور کا کوئی آدمی یا کراچی کا کوئی آدمی یہاں nominate کر دیں تو اس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے ہم نے وہ تجویز تو کردیا لیکن چیئرمین بھی بہرحال وفاقی حکومت کا nominated ہے J.S. Home بھی حکومت کا آدمی ہے J.S.Health، J.S.Finance، چیف کمشنر، چیئرمین سی ڈی اے J.S. Food اور J.S.Industries یہ تمام سرکاری ملازمین ہیں جو کہ اس کونسل کے ممبران ہوں گے۔ اس

میں کوئی شک نہیں کہ وہ بھی اسلام آباد کے رہنے والے ہیں لیکن بہرحال اس میں سرکاری کنٹرول کا عمل دخل بہت زیادہ ہوگا اور جو عام آدمی کو یا consumers کو شامل کیا گیا ہے وہ میٹنگ کی تحریک پر ایک نمائندہ consumers Association کا ہے ایک نمائندہ دوکانداروں کا ایک ہیڈ کوارٹر ڈاکٹر ہے اور جناب کو معلوم ہے کہ تین سینیٹر اسلام آباد سے ہیں اور ان میں سے ایک سینیٹر کو رکھا گیا ہے اور ایک ممبر قومی اسمبلی کو کیونکہ قومی اسمبلی کا ممبر ہی ایک ہے اس لیے اس کو رکھا گیا ہے۔ جناب والا! میں یہ تجویز کرنا چاہتا ہوں اور میں نے آج ترمیم بھی دی ہے اور فاضل وزیر قانون سے بھی [illegible] کیا ہے اور [illegible] discuss کر بھی لیں گے اور میرا خیال ہے اس میں کوئی [illegible] میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں سرکاری عمل دخل کم ہو اور صارفین کا عمل دخل زیادہ ہو۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ تینوں کے تینوں سینیٹرز جو اسلام آباد سے منتخب ہوتے ہیں ان کو شامل کیا جائے۔ اگر ان کو آپ شامل کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم معاملہ برابر ضرور ہو جائے گا دونوں طرف سے۔ سرکاری ملازمین اور یہ non-official جو ہیں یہ برابر ہو جائیں گے۔ پھر بھی چیئرمین آپ کا ہے یعنی فیڈرل گورنمنٹ کا مقرر کردہ ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ ہے اور عوام کے مفاد میں یہ ہے کہ اس میں اگر اکثریت نہ بھی ہو تو کم از کم برابر کر دیں کہ جو لوگ عوام میں سے ہیں ان کو اس میں لایا جائے اس لیے میں نے وہ تجویز پیش کی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت اس بات کو مان لے تو اس لحاظ سے تینوں سینیٹرز اس میں ہوں گے آپ کا ممبر قومی اسمبلی بھی ہوگا اور نمائندہ consumers association کا بھی ہوگا دکانداروں کا نمائندہ بھی ہوگا۔ Lady social welfare worker بھی ہوں گی اور اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ representative body بن سکے گی۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ meetings کے بارے میں رکھا گیا تھا کہ کونسل کی میٹنگ ۱۱ ماہ کے بعد ہوا کرے گی۔ جناب! اس حوالے سے آپ بااختیار بنا رہے ہیں اگر چھ مہینے کے بعد اس کی میٹنگ ہوگی تو میں سمجھتا ہوں وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا جس کے لیے یہ قانون لایا جا رہا ہے اس لیے ہم نے اس کو دو تجویز کیا تھا کہ کم از کم دو مہینے کے بعد اس کی میٹنگ ہوا کرے گے۔

تیسری بات دیکھنے والی یہ ہے کہ اس میں ہم نے سزائیں تجویز کی ہیں کہ جو آدمی بھی

unfair trade, hoarding کا black marketing کرنے کا، غلط ادویات بیچنے کا، impure چیزیں بیچنے کا، overcharging کرنے کا ..... Sir, I request for the order in the House.

Mr. Chairman: Order please. Mr. Bhander Sahib.

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا ہم نے یہ چیزیں unfair trade میں رکھیں اور اس کے لیے سزائیں بھی تجویز کی گئیں کیونکہ اصل میں وہ قانون میں جرمانے کی سزا تو تھی لیکن اس کی amount نہیں تھی ہم نے وہ بھی fix کر دی ہے اس میں سیشن کورٹ پہ بوجھ تو پڑے گا سیشن کورٹس پہلے ہی بہت over worked ہیں لیکن ہم نے کہا کہ ایک ایسا ادارہ جو غیر جانبدار ہو اور جس حد تک بھی ہو سکے عدلیہ کا آدمی ہو جو ان کی شکایات سنیں چنانچہ وہ شکایات ان کے پاس جائیں گی لیکن ایک شق یہ ہے کہ اگر Pure Food Act میں ایک آدمی کا چالان ہوتا ہے تو ادھر بھی اس کی شکایت ہو سکتی ہے ادھر بھی اسے سزا ہو سکتی ہے، ادھر بھی سزا ہو سکتی ہے تو شاید double jeopardy کا اصول unconstitutional ہو کر کسی وقت strike down نہ ہو جائے میں نے تجویز کیا ہے کہ وہ الفاظ جو بل میں ہیں ان سے نکال دیئے جائیں Notwithstanding anything contained any other law for the time being in force تو وہ اس اصول کے تحت ہم نے یہ کیا تھا۔ جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ان ترامیم کے ساتھ اس بل کو منظور کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے مفاد میں ہو گا... Thank you verymuch.

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب آپ یہ مسئلہ کل لے لیں گے کیونکہ آج کراچی کی صورتحال پر بحث ہونی ہے۔ خیال یہی تھا کہ ساڑھے گیارہ تک قانون سازی ہو جائے اور اس کے بعد کراچی کی صورتحال take up کر لیں کیونکہ understanding یہ ہے کہ کل یہ سیشن prorogue کر دیا جائے اور پرسوں حکومت سیشن بلائے گی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب تکلف کی کیا ضرورت ہے اسی سیشن کو جاری رکھ سکتے ہیں اور حکومتی بزنس اس میں آ رہا ہے۔

Mr. Chairman: This is the understanding so far

کیونکہ خیال یہ ہے کہ کل کراچی کی صورتحال پہ بحث finalise ہو جائے اور پرسوں حکومت اپنا سیشن بلائے گی اور پھر پانچ سات دن جو بھی [illegible] حکومت چلائے گی۔

And the other difficulty which I mentioned to the Law Minister in that eventuality would be that normally under the rules pending business questions etc lapse.

تو چونکہ دوسرے دن ہی سیشن بلایا جا رہا ہے تو اگر آپ لوگوں کی اجازت ہو تو ان چیزوں کو continue کیا جائے۔

آوازیں۔ continue کیا جائے۔۔۔

so all questions and motions etc. nothing will lapse and everything will continue as if there is continue session.

ٹھیک ہے جی۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب آفتاب صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ کل prorogue کریں گے کراچی پہ۔

جناب چیئرمین۔ جی جی۔ کراچی پہ نہیں اس سیشن کو۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ سیشن کو ظاہر ہے کہ کراچی کے لیے کل last day ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جی۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو left over speakers ہیں وہ آج اور کل کے سیشن میں پورے کر لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ کوشش کریں نا۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں اب ختم کر کے we proceed to Karachi

جناب آفتاب احمد شیخ۔ کیونکہ آپ نے دوسرے سپیکرز کو تو آدھا آدھا پونا پونا گھنٹہ دیا ہے اور اب جو last کے speakers ہیں وہ تو sandwich ہو جاتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین۔ آپ کو وقت ملے گا جی۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں عرض کروں، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ number of speakers کیا ہے، کتنے بج گئے ہیں؟

جناب چیئرمین۔ کیوں جی، کہاں ہے list جی۔ جی جناب رحیم صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ میں بھی اس حوالے سے بات کروں گا---

جناب چیئرمین۔ آپ سے ہی ہم ڈرتے تھے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔جناب

جناب چیئرمین۔ آپ سے ہی ہم ڈرتے تھے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔جناب چیئرمین ! اس میں اتنا list----

جناب چیئرمین ۔ اس میں جی speakers ہیں لیکن چند ہیں جو بڑے یعنی وہ کوزے میں دریا بند کرنے والے بھی speakers ہیں۔یعنی وہ مختصر بات کرلیں گے اور پتے کی بات کریں گے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ میرا معاملہ الٹا ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو کہ----

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب ' میرا معاملہ الٹا ہے۔

جناب چیئرمین۔ I know لیکن بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو کہ لوگ کہہ چکے ہیں اور I am sure you would not like to repeat them تو میرے خیال میں ہو جائے گا۔ let us proceed

Mian Raza Rabbani: Sir, I would also say this that if by the end of the day today we feel that tomorrow in the given time we are unable to complete it then what we can do is that since the session will be reconvened again on the very next day I would be more then willing that the general discussion on the Bill could then be taken on the next day. So that everybody gets an opportunity to speak on it.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, very very happy suggestion.

Mr. Chairman: I am very happy at this attitude of cooperation between the two sides and I think this is what should be appreciated.

یعنی آپ لوگ بھی تعاون کر رہے ہیں وہ بھی تعاون کر رہے ہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین۔ اور اسی طرح ہی معاملہ چلے گا تو بہتر ہو گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کراچی ضروری نہیں ہے کہ کل ختم ہو۔

Mr. Chairman: Let us see.

تو اب آج کس نے بولنا ہے جی۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I will move this motion.

جناب چیئرمین۔ جی بہتر آپ کر لیں لیکن آج بولنا کس نے ہے۔ اچھا مولانا صاحب نے۔ ٹھیک ہے جی۔ motion کر دیں جی move

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 27 of the said Rules be dispensed with to enable the House to continue the discussion on the following motion moved by Raja Zafar-ul-Haq on 9-7-1995 under Rule 194:

"The Senate may discuss the deteriorating situation in Karachi and evolve ways and means to resolve it."

Mr. Chairman: The question before the House is that Mr. Raza Rabbani, Minister of State for Law and Parliamentary Affairs has moved that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate,

1988, the requirement of Rule 27 of the said Rules be dispensed with to enable the House to continue the discussion on the following motion moved by Raja Zafar-ul-Haq on 9-7-1995 under Rule 194:

"The Senate may discuss the deteriorating situation in Karachi and evolve ways and means to resolve it."

(The Motion was carried.)

DISCUSSION ON LAW AND ORDER SITUATION IN KARACHI

جناب چیئرمین۔ جی مولانا صاحب۔ The motion stands adopted.

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ جناب میں بیٹھ کے تقریر کروں گا۔ نحمده نصلی و نسلم علی رسوله الکریم۔ اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ قوانفسکم واھلیکم ناراً ہ وقودھاالناس والحجارة۔ صدق الله مولانا العظیم و صدق رسوله النبی الکریم و نحن علیٰ ذلک لمن الشھدین و الشاکرین و الحمد لله رب العالمین۔

جناب چیئرمین، جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ بچاؤ اپنے آپ کو اپنے متعلقین کو جہنم کی آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ یہ صورتحال جو کراچی کی بن چکی ہے اس پر میں نے کل اپنی تقریر کے ابتداء میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتا جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں صفیں باندھ کر ایسے کہ گویا وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ اس وقت جو مقررین آپ کے سامنے کراچی پر اپنے خیالات پیش کر چکے ہیں سب کا مرکزی نقطہ نگاہ یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے ساتھ آج جو مذاکرات ہو رہے ہیں یہ اگر خوش اسلوبی سے طے ہو جائیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ خوش فہمی ہے۔ بے شک مذاکرات کامیاب ہوں اور اللہ انہیں کامیاب کرے۔ لیکن اگر تمام ملک کے اندر تباہی و بربادی قتل و غارت کی ذمہ دار ایم کیو ایم ہے تو ایم کیوایم سے مصالحت سے مسئلہ ختم۔ مگر حل ہوجائے گا میں سمجھتا ہوں کہ کراچی پر یلغار ہے اسلام دشمنوں کی، درندوں کی، انسانیت کے

دشمنوں کی ' اس لئے ان کو ختم کئے بغیر مسئلہ ختم نہ ہو گا۔

" کراچی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب

ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے"

کراچی کے ہر باشندے کی پکار ہے آج کراچی میں جو کیفیت ہے حکومت کے لئے یہ مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے اور بھی کئی مسائل ہیں۔ اس لئے ان معاملات میں جب تک حکومت اور اپوزیشن مل کر ملکی ' ملی اور قومی معاملات پر ان کے درمیان consensus نہیں ہو گا' متحد و متفق نہیں ہوں گے ' " وہ یک دلی از ' ہم زبانی بہتر است " کے مصداق ' یک دلی کی ضرورت ہے۔ یک دلی کے لئے لازم ہے کہ حکومت اس وقت داخلی طور پر تمام جماعتوں کو ' تمام نظریات رکھنے والے لوگوں کو اعتماد میں لے ' ان پر اعتماد کرے اور ان کا اعتماد حاصل کرے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کشمیر کا مسئلہ ' یہاں شریعت کے نفاذ کا مسئلہ ہے' اسلامی قدروں کے احیاء کا مسئلہ ہے۔ اسلام کے دشمنوں نے جو نیو ورلڈ آرڈر کے نام پر ایک فتنہ پیدا کیا ہوا ہے' اس کے مقابلے کا مسئلہ ہے۔ اس میں اپوزیشن اور حکومت کو مل کر ایک متحدہ سکیم بنانا ہو گی۔ اور بجائے اس کے کہ ہمارا attitude apologetic ہو آج تک ہمارا جو بھی attitude رہا ہے معذرت خواہانہ رہا ہے اور ایمنسٹی انٹرنیشنل پر اعتماد کرتے ہیں' ادھر کرتے ہیں ادھر کرتے ہیں' یہ ہماری حکومت کا اور ہماری وزارت خارجہ کی پرابلم ہے جب plebiscite کا مسئلہ پاس ہو چکا ہے' سیکیورٹی کونسل نے پاس کر دیا ہے تو اس پر عملدرآمد سے یہ منافق اور یہ بے ایمان کیوں بھاگ رہے ہیں' اگر بھارت نہیں مانتا تو اس کی گردن توڑنے کے لئے امریکہ وہ اقدامات کیوں نہیں کرتا جو عراق کے لئے کئے تھے۔ میں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ those who don't fulfil their promises are rogues and those who believe then are Fools کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا attitude apologetic نہیں assertive ہونا چاہئے۔ خاص طور پر اسلامی ممالک کے اندر یہ چیز بیدار کرنی چاہئے کہ وہ کیوں امریکی استعمار کے نیچے لگے ہوئے ہیں۔ اسلامی قدروں کے احیاء کے لئے متفقہ جدو جہد کی ضرورت ہے۔ کشمیر کے اندر جو ذلت و رسوائی ہو رہی ہے' عزتیں لوٹی جا رہی ہیں' قتل و غارت ہو رہی ہے' آج اگر کشمیری یہ کہہ دیں کہ ہم پاکستان میں شامل نہیں ہونا چاہتے ہمیں آزاد کر دو' تو وہ آزاد ہو جائیں گے۔ یہ جو ساری مار جو ان کو مل رہی ہے' یہ ساری مصیبت جو ان پر آ رہی ہے آپ کی طرف جھکنے کی وجہ سے آ رہی ہے۔ اس کے لئے ہم دو جنگیں لڑ چکے ہیں۔

اس وقت ہمارا attitude یہ ہونا چاہیئے ہم پھر جنگی تیاری کریں بھارت نے پرتھوی میزائل بنایا ہے ہمیں غوری میزائل بنانا چاہیئے' وہ اگنی میزائل بناتے ہیں ہمیں ابدالی میزائل بنانا چاہیئے' جنگی تیاری کرنی چاہیئے۔ وہ جس طرح ہمیں ذلیل و رسوا کر رہے ہیں' ہمیں اس پر غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

گونجتے تھے جن کچھاروں میں کبھی جنگل کے شیر
گیدڑ ان میں مارتے ہیں آج کل قلقاریاں

نرسمہا راؤ ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے۔ ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس معاملے میں بھی حکومت کو باقاعدہ متحد ہونا چاہیئے اور ہمیں خاص طور پر کشمیر کے لئے جہاد کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ بے شک خدا کرے کل کے مذاکرات کامیاب ہو جائیں لیکن درندے بھی ایسا نہیں کرتے جو دہشت گرد کر رہے ہیں۔ درندہ ایک جانور کو پکڑ کر لے جاتا ہے۔ یہ نہیں کرتا کہ اوروں کو برباد کر کے جائے۔ یہاں آج بھی 8 آدمی مارے گئے' روزانہ مارے جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذاکرات کے اس اعلان کے باوجود ماحول کے اندر وہی گندگی اور غلاظت ابھی تک موجود ہے' اس لئے حکومت کا attitude کہ دہشت گردوں کو ختم کریں گے ان کو ختم کرنا ہو گا' اور سب کو مل کر ختم کرنا ہو گا۔ ایم کیو ایم کو بھی ساتھ ملانا ہو گا' یہ دہشت گرد کون ہیں' کس کے ہیں؟ اپنی جماعت کے ہیں تو حوالے کریں' کسی اور جماعت کے ہیں تو مل کر ان کی گردن کو توڑیں۔ اس لئے آج کے مذاکرات کے بارے میں تمام تقریروں میں یہ آیا ہے کہ ایم کیو ایم کے خلاف مقدمات کی پڑتال کے لئے لئے ایک ٹربیونل بنایا جائے' کیسز کو دیکھا جائے' الطاف سے بات کی جائے' ٹھیک بات ہو' گفتگو ہو' لیکن یہ جو کراچی کا مسئلہ بگڑ چکا ہے' امن نہیں ہے' چین نہیں ہے' عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔ کراچی جو غریب نواز شہر تھا وہ عروس البلاد آج ایک تخریب کاری کا مرکز بن چکا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ مالاکنڈ کے اندر جو کچھ ہوا ہے یہ معمولی بات نہیں ہے۔ آپ کے لئے' ہمارے لئے قرآن پاک پر عمل فرض تھا' اگر دو مسلمان جماعتیں یا ملک آپس میں لڑ پڑیں تو تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس میں صلح کے لئے آجائیں اور جس کی زیادتی ہو اس کا دماغ درست کریں۔ آج گیارہ صوبوں میں طالبان نے امن قائم کر رکھا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں پر مکمل امن ہے۔ مولانا نذیر فاروقی وہاں سے ہو کر آیا ہے' قاضی صاحب سے ملے ہیں' وہاں پر ہمارے شیرانی صاحب ایم این اے لیڈر JUI موجود ہیں۔

رات کو کسی قسم کی کوئی واردات نہیں ہوتی۔ امن قائم ہے۔ ہمیں ان کا تماشا نہیں دیکھنا چاہیئے تھا۔ امت محمدیہ کا فرض تھا کہ وہاں جا کر یہ تحقیق و تفتیش کرتی کہ کس کی زیادتی ہے اور جس کی زیادتی ہوتی اس کے مقابلے میں کھڑی ہو جاتی ۔ بہرحال میرا مقصود اور مدعا یہ ہے۔ یہاں پر اختلافی بحث نہ چھڑی جانے میں نے ۸۸ء میں جب پیپلز پارٹی کی وزارت آئی تھی وہاں پر بھٹو کے نعرے لگانے میں نے کہا دیکھو وہ فوت ہو چکا ہے میرے لئے ضروری ہے کہ اس کی ذات کو یہاں پر بحث و تکرار کا موضوع نہ بنائیں۔ یہاں پر اس کی قیادت کو مسلط کرنے کی ضرورت نہیں تم قائد مانو۔ لیکن یہاں پر آپ کے لیڈر آف دی ہاوس بیٹھے ہیں ملک قاسم صاحب میں نے دیکھا اس وقت میں ہائی کورٹ میں موجود تھا جب بھٹو دور میں ان کو لایا گیا اور ان کی ریڑھ کی ہڈی توڑی گئی۔ طفیل محمد صاحب پر ظلم ہوا مجھ پر قاتلانہ حملے ہوئے ۔۸ مقدمات بنائے گئے اس لئے میں ان سے یہ عرض کروں گا اپنے قائد سے محبت کرو جو مرضی ہو کرو لیکن سب پر اس کو مسلط نہ کرو۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کے مسئلے کے حل کے لئے بے شک ایم کیو ایم کے جائز مطالبات مانو ان سے اعتماد کی فضا پیدا کرو وہ بھی اس معاملے کو ختم کرنے کے لئے آپ کی مدد کریں۔ لیکن جو اس وقت خارجی مسائل ہیں جو را کی طرف سے خاد کی طرف سے سی آئی اے کی طرف سے ہیں۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جائیں اس سلسلہ میں میری چند تجاویز ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب ایسی صورت پیدا ہو جائے تو خود اقدام کرنا ہوگا اس میں یہ نہیں ہوتا کہ اگر آپ کے گھر میں بچھو آجائے سانپ آجائے پولیس کو نہیں بلاؤ گے آپ سب کھڑے ہو کر سب گھر والے مل کر اس کو مارنے کے لئے نکلو گے۔ اس طرح جب کراچی کے اندر یہ مصیبت پیدا ہو چکی ہے تو کراچی کے لئے سب کھڑے ہو جائیں۔ محلے میں، کوچے میں، گلی میں، شہروں میں، ہم اس قسم کے امن سکواڈ قائم کریں جو پٹرول کریں اور دہشت گردوں کا مقابلہ کریں تمام جماعتوں کے اعتماد کے لوگ وہاں پر شامل ہوں اور حکومت مذاق نہیں ہے حکومت کے لئے دل میں جب تک درد نہ ہو دل کے اندر لوگوں کے دکھ درد کے لئے جذبہ پیدا نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا کوئی فائدہ نہیں یہ وزارت عظمیٰ کیا ہے؟ روزانہ آدمی مارے جائیں۔ بے نظیر صاحبہ کیا کہے گی کہ میری وزارت ہے ایک طرف گولیاں چل رہی ہیں، ڈاکے پڑ رہے ہیں، شریعت ایکٹ پاس ہو چکا ہے شریعت کے نفاذ کے لئے فوری اقدام ہونا چاہیئے یہاں پر اسلامی

کلچر کو پھیلانے کے لئے آپ کے آئین کے اندر principles of پالیسی کے اندر یہ چیزیں آ چکی ہیں۔ اس کے تحفظ کا سامان ہونا چاہیئے۔ علیٰ ھذاالقیاس یہ جو پروپیگنڈہ ہے ہمارے خلاف کہ fundamentalist ہیں یہ پہلے بھی [++++++] تھے ہمارے خلاف کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ لیکن تھامس آرنلڈ نے جو علامہ اقبال کے استاد تھے ساڑھے چھ سو صفحے کی کتاب دعوت اسلام لکھی the preaches of Islam میں اس نے قرآن پاک کی آیات سے، حدیث سے، تاریخ سے ثابت کیا کہ اسلام اخلاق محمدی سے پھیلا ہے۔ انڈونیشیا ملایشیا ہماری کوئی فوج نہیں گئی ۔ ہمارے یہاں دین اسلام جو پھیلا ہے وہ تاجروں کی وجہ سے پھیلا ہے آج پھر ان کا پروپیگنڈہ ہے ہمارے خلاف کہ fundamentalists ہیں ہم militant ہیں اور ہمارا رویہ بھی apologetic ہے۔ assertive نہیں ۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین میر عبدالجبار صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

ان کی بکواس کا جواب دینا چاہیئے۔ کہ تم [++++++] We are not fundamentalists کرتے ہو، نماز روزہ حج زکوٰۃ کی پابندی نبی پاک صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پابندی اگر fundamentalisum ہے تو بے نظیر کہے کہ مجھ سے بڑا fundamentalist کوئی نہیں ہے extremist کی بات کرتے ہیں ہم extremist کی بات نہیں مانتے ہم اسلام پر قائم ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ملک کے اندر اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کرنی ہے۔ بے نظیر اپوزیشن پر اعتماد کرے، اور اپوزیشن بے نظیر پر اعتماد کرے۔ اور ملک کے مسئلے کو حل کریں۔ اقتدار میں سب شریک ہوں۔ ایسے کیا ہے کہ تم دوسروں پرظلم و جبرکرو پکڑو جیل میں ڈالو یہ کرو مقدمے بناؤ ۔ مقدمے بنانے کی صورت میں بات نہیں بنے گی۔ اگر مسئلہ حل کرنا ہے تو اس کے لئے پہلی تجویز یہ پیش کروں گا کہ بارڈر کو سیل کرو تاکہ ادھر کا کوئی آدمی نہ آئے۔ نمبر ۲ یہ ہے کہ گلی کوچے میں باقاعدہ امن سکواڈ بناؤ ، نوجوانوں کو کھڑا کرو ان نوجوانون کو اسلحہ بھی دو ٹرانسپورٹ دو ان کا بوجھ عوام اور حکومت مل کر اٹھائے وہ شب و روز پٹرول کریں شب و روز اس طریقے کے بعد کوئی آدمی زیادتی کر کے بھاگ کر نہیں جا سکتا۔ تیسری تجویز میری یہ ہے کہ اس وقت لاکھوں آدمی یہاں پر فارنر موجود ہیں ان کی باقاعدہ نگرانی ہونی چاہیئے وہ کیا کر رہے ہیں کیا کرتے ہیں پھر ہم یہ بھی دیکھیں کہ یہاں پر جئے سندھ قسم کی جو تحریکیں ہیں ان کی طرف سے کیا فساد پیدا ہو رہا ہے؟ اس لحاظ سے میں سمجھتاہوں کہ جب تک ہم اور سب سے بڑی بات قاضی صاحب نے جو آپ کے سامنے ذکر کیا ہم ایک ملت ہیں ہم تمام بھائی بھائی ہیں ۔

+ بحکم جناب ڈپٹی چیئرمین الفاظ حذف کئے گئے ۔

(فارسی)

نہ افغانیم و نے ترک تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

یہ آئین جو ہے اس آئین پر یعنی عبدالولی خان نے بھی، شاہ احمد نورانی نے بھی، مفتی صاحب نے بلکہ تمام جماعتوں نے اتفاق کیا ہے اس آئین کے اندر لکھا ہے

"Enabling the Muslamans to order their lives individually and collectively accordingly to the Injunctions of Islam, as laid down in Quran and Sunnah."

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ۔ پاکستانی مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر شریعت کا پابند بنایا جانے جب یہ کہا گیا ہے کہ سٹیٹ کا مذہب اسلام ہو گا، جب یہ کہا گیا ہے کہ حاکمیت صرف مطلق اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے تمام اپوزیشن اور حکومت کو مل کر اپنے اس آئین کی پابندی کے لئے ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے وہ جو ہماری ملت کی وحدت ہے تبلیغ ہونی چاہئیے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری

جب قائد اعظم نے اپنے آخری دنوں میں کراچی بار سے خطاب کیا، وفات سے دو تین مہینے پہلے انہوں نے کراچی بار سے خطاب کیا کراچی بار میں آپ سے سوال کیا گیا کہ Quaid-e-Azam tell us what will be your Constitution in Pakistan قائد اعظم نے کیا جواب دیا جنوری فروری 1948 کی ان کی تقریر جو انہوں نے کراچی بار میں کی

Who am I to give the Constitution that, that was given to us 1350 years ago by our Holy Prophet Mohammad (May Peace Be Upon Him). Then he says and his

Shariat has not turned old and state stands today as fresh it was at that time. I will enforce it is implement it in Pakistan, again said we have got separate culture , separate civilization, separate polity, separate religion, separate law. Separate valves of life and hence we want a home land where we should live according to our faith.

اس کے مطابق ہم پھر ملت کو ایک متحدہ ملت بنائیں کوئی کہتا ہے کہ بندے ماترم دھرتی کی بات کرتے ہیں دھرتی ٹھیک ہے ایک تھی ۔اس میں میں اپنے عزیز دوست شیخ صاحب سے پھر کہوں گا کہ دھرتی پھر ایک تھی برخوردار اعتراز سے جن کے دادا اور ان کے والد میرے ساتھ پنجاب اسمبلی میں تھے ان سے میں عرض کروں گا کہ عزیز یہ اگر دھرتی کی بات تھی تو دھرتی ایک تھی ہم نبی پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے لئے ملک بنایا تھا۔۔ یہ انہی قدروں کا ریڈیو اور ٹیلی وژن پر چرچا ہونا چاہئیے چوتھی بات یہ ہے کہ یہاں پر جو غیر مسلم ہیں ان کی آماجگاہ ہیں اڈے ہیں یہاں جو ہتھارے دار ہیں وڈیرے ہیں وہ ان لوگوں کو پناہ دیتے ہیں ان پر بھی نگرانی ہونی چاہئیے یہاں پر جو غیر لائسنس کا جو اسلحہ ہے وہ ضبط ہو نا چاہئیے اس قسم کی جب تک نگرانی نہیں ہو گی تو کچھ بھی نہیں ہو گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو محض اس میں کہ ہم وزیر اعظم ہیں ہماری جماعت ہے یہ ایک مذاق ہے ؟ یہ وزیر اعظمی کیا ہے ؟ جب امن نہیں ہے چین نہیں ہے لوگوں کو سلامتی حاصل نہیں ہے عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے ایسی کیا ضرورت ہے ؟ میں یہ کہوں گا کہ ہمیں چاہئیے کہ متحد ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ آج کے جو یہ مذاکرات ہو رہے ہیں وہ کامیاب ہوں اور اس کے بعد اس ملک کو ٹھیک کرنے کے لئے باہم مل کر ایک اقتدار میں ایک دوسرے کو شریک کر کے قومی متحدہ قومی حکومت بنا کر اس ملک کے مسائل کو حل کریں تا کہ پاکستان عزت و استحکام سے وابستہ ہو میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی تجویزوں سے مسئلہ حل ہو گا جب تک اس کو قابو نہیں کریں گے شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ مولانا صاحب بہت بہت شکریہ ۔جی میاں رضا ربانی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر please ۔۔

جناب میاں رضا ربانی ۔ I would just say that the two words [XXX] [XXX]

... may be expunged

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ expunged جی بھنڈر صاحب ۔جی آپ تقریر کے لئے نہیں

جناب میں تو پوائنٹ آف آرڈر سمجھا تھا ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ میں پرسوں سے کوشش کر رہا ہوں ابھی تک اس میں

کامیاب نہیں ہوا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جو دستور ہمارا ہے وہ یہ ہے کہ آپ یہاں اس سائیڈ سے

بولیں گے پھر وہاں سے بولیں گے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جیسے آپ کی مرضی ہو جناب لیکن میں تو تقریر کے لئے

کھڑا ہوا تھا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی آپ کا اس کے بعد نام ہے اگلا نام آپ کا ہے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ آپ کے پاس آج کا دن ہے اور کل کا دن ہے یا تو

کوئی ٹائم مقرر کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین جی limit تو ہو چکا consensus اس سے قبل جب یہ بحث

شروع ہوئی تھی آپ صاحبان نے مل کر فیصلہ کیا تھا کہ بیس منٹ ہوں گے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ جی ان بیس منٹ پر کوئی بھی کاربند نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آج آپ سختی سے اس پر عمل کریں اور اپنے اوپر لاگو کرلیں تو

ہو سکتا ہے ۔ آج آپ پر میں چھوڑتا ہوں کہ آپ اخلاقی طور پر اس پر عمل کیجئے ۔ آپ اپنے اوپر لاگو کریں

میں سمجھتا ہوں کہ آپ لاگو کریں گے اپنے اوپر ۔ اب میں دیتا ہوں فلور امداد اعوان صاحب کو جی ۔

جناب امداد علی اعوان ۔ جناب چیئرمین صاحب ! کراچی کا مسئلہ یقیناً پورے پاکستان

کا مسئلہ ہے ۔ کراچی پورے پاکستان کا دل ہے ۔ اس میں رہنے والے نہ صرف مہاجر ہیں بلکہ

بحکم جناب ڈپٹی چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے ۔

سندھی ہیں، پٹھان ہیں، پنجابی ہیں اور دوسری زبان بولنے والے بھی اسی بڑے شہر میں رہتے ہیں۔ یہی وہ شہر ہے جس میں سب سے بڑا آدمی بھی رہ سکتا ہے اور سب سے چھوٹا آدمی بھی جو سب سے غریب ہے وہ بھی اس شہر میں اپنے آپ کو اطمینان سے پاتا ہے لیکن آپ نے دیکھا کہ گزشتہ چند برسوں سے اور یہ 1985 سے اس شہر کے حالات کچھ ٹھیک نہیں ہونے۔ اسی وجہ سے آج ہر آدمی اس ملک کا یہی دعا کرتا ہے کہ آج سے جو talks شروع ہو رہی ہیں۔ وہ اللہ کرے کامیاب ہوں اور کراچی میں دوبارہ امن واپس آئے۔ اسی میں سب کی بہتری ہے۔ اس ملک کی بہتری ہے۔ لیکن جناب اس کے ساتھ بھی کچھ کراچی کا پس منظر بیان کروں گا۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ پاکستان بننے کے بعد کراچی کی آبادی کیا تھی؟ کن لوگوں پر مشتمل تھی اور جب نقل مکانی ہوئی۔ لوگ ہندوستان سے آئے۔ خاص طور پر جب مسلمان کراچی میں سندھ میں آئے تو سندھ کے لوگوں نے بڑی محبت سے، پیار سے ان کو گلے لگایا، ان کو خوش آمدید کہا، ان کو اپنے گھروں میں رکھا، روزگار دیئے۔ ہر طریقے سے ان کے ساتھ محبت اور خلوص سے برتاؤ کیا۔ آپ نے دیکھا کہ جب تک ایم کیو ایم نہیں بنی تھی تب تک سندھ میں کبھی بھی آپ کو ایسی حرکت نہیں ملی ہو گی سوائے اس کے کہ 1973 میں جب قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو سندھیوں نے اپنے حق کے لئے ایک چھوٹی سی بات کی تھی کہ ہمیں صوبے میں اپنی زبان کا حق دیا جائے، سندھی بولنے کا حق دیا جائے۔ سندھ اسمبلی میں ایک بل پاس ہوا تھا تو وہاں کے لوگوں نے بڑی بڑی سرخیاں لگا دی تھیں کہ اردو کا جنازہ ہے بڑی دھوم سے نکلے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ یہ نفرت کا بیج کس نے بویا؟ آج آپ کو یہ فیصلہ یقیناً کرنا ہو گا talks میں بھی میں دونوں بھائیوں سے گزارش کے ساتھ کہوں گا کہ سب کے حقوق کا خیال کرنا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جب اردو زبان قومی زبان بنی تھی تو کسی آدمی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ حالانکہ نہ پنجاب میں کوئی اردو دان رہتا ہے نہ بلوچستان میں، نہ فرنٹیئر میں رہتا ہے لیکن سب نے اس ملک کی خاطر اس چیز کو قبول کیا اور 1973 کے آئین میں یہ متفقہ طور پر طے کیا گیا کہ اس ملک کی قومی زبان اردو ہوگی اور اگر کوئی صوبہ اپنے صوبے میں اپنے حقوق کی بات کرتا ہے کہ یہ ہمارا صوبہ ہے۔

ہمارے صوبے میں ہماری زبان بولی جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن آپ نے دیکھا کہ اس وقت کے چند شرپسندوں نے کتنی قتل و غارت اس وقت بھی کروائی تھی۔ چھوٹی

سی بات پر ہو کہ سندھ کے لوگوں کا ایک حق تھا۔ جناب والا! سندھ کے لوگوں کی پیار و محبت کی داستان میں یہاں تک کہوں گا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب 1988 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سندھ میں بنی تو بجائے اس کے کہ دو تہائی اکثریت سندھ اسمبلی میں پاکستان پیپلز پارٹی کو تھی لیکن اس صوبے کے امن کی خاطر اس شہر کے امن کی خاطر اپنے بھائیوں کو کہا کہ آئیں آپ بیٹھیں۔ ہمارے ساتھ بات کریں۔ اس صوبے کی ترقی میں آپ کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا سندھ کے سندھیوں کا حصہ ہے، اتنا پٹھان کا حصہ ہے، اتنا پنجابی کا ہے اور اتنا ہی کسی اور کا تو ہم نے ان کو بڑی خوش اسلوبی سے ایک تہائی وزارتیں بھی دیں۔ ان کے ساتھ مل کر کام کیا۔ اس کا نتیجہ آپ نے دیکھا کہ ایک سال گزرنے کے بعد بغیر کسی جواز کے جب صبح کو vote of no confidence پیش ہوا۔ شام کو پریس کانفرنس ہوئی کہ ہم ان سے الگ ہو گئے۔ بغیر کسی جواز کے جتنا خلوص ہم لوگوں نے ان کو دیا ہے اتنا ہی چھرا انہوں نے واپس پیٹھ میں مارا ہے۔ ہم ان سب باتوں کو بھلا کر آج بھی کھلے دل سے دعوت دیتے ہیں کہ یہ تخریب کاری چھوڑ دیں، شر پسندی چھوڑ دیں، دہشت گردی چھوڑ دیں، بھائیوں کے ساتھ بھائی ہو کر مسلمان کی حیثیت میں، بھائی کی حیثیت میں بیٹھیں، مل بیٹھیں جو آپ کا حق ہے آپ لیں، جو ہمارا حق ہے ہم لیں، ہم آج بھی اس پہ کاربند ہیں۔ میں اجمل خٹک صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں اور ان کو بڑے عرصے سے جانتا ہوں لیکن کل مجھے ان کی speech سن کر بڑا دکھ ہوا کہ اس نے نو گھنٹے الطاف حسین سے بات کی اور انہوں نے! اس کا جو تجزیہ بتایا کہ وہ کچھ نہیں چاہتا ہے صرف تشخص چاہتا ہے۔ میں خان صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تشخص سے مراد کیا ہے کہ یہ پورا ملک چوڑی دار پائجامہ پہن لے اور اچکن چوغہ پہن لے تو پھر تشخص ہو گا؟

آپ کا تشخص یہی ہے کہ جس سرزمین میں آپ آئے ہیں اس کو اپنائیں، اس کو گلے لگائیں تو وہ زمین بھی آپ کو اپنی گود میں بچوں کی طرح لے لے گی۔ تشخص یہی ہوتا ہے، قومیں زمین سے بنتی ہیں، جس کی زمین ہے وہی وہاں کی قوم ہوتی ہے، قوموں سے کوئی زمین نہیں بنتی ہے، آج اگر ہم اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں اس لئے کہ پاکستان ہماری سرزمین ہے۔ یہ تو غلط بات ہوئی کہ آپ ایک دوسرے پہ کیچڑ اچھال کر دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش کریں۔ جہاں تک ان کا دعویٰ ہے، ہمارے راجہ صاحب نے بھی بات کی تھی اور ساجد میر صاحب نے کہ رورل اور اربن کا جھگڑا ہے، میں کہتا ہوں یہ رورل اربن کا جھگڑا بالکل نہیں ہے اس کو

خوامخواہ exploit کیا گیا ہے ۔ میں زیادہ وقت اس لئے نہیں لیتا ورنہ آج میں documentary proof لایا ہوں ' 86 ء سے لے کر آج تک آپ دیکھیں majority میں وہاں کے سندھی لوگ ہیں لیکن DMG گروپ ' پولیس سروسیز ' دوسرے گروپ لیکن سب سے زیادہ ان کے بندے ' اگر آپ autonomous bodies میں اگر آپ دیکھیں گے ' ان میں 80% ان کے لوگ ہیں 20% میں مشکل سے interior کے لوگ ہیں ۔ میں اس سے زیادہ تلخ کلامی اس لئے نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ آج talks ہو رہے ہیں اور ہماری دلی خواہش ہے کہ یہ پورے ہوں ورنہ میرے پاس آج کافی documentary proofs ہیں اور میرے پاس Establishment Division کے چھپے ہوئے ثبوت ہیں ' میں پیش کر سکتا ہوں کہ کس کے ساتھ کتنا ظلم ہے ' آیا سندھ کے لوگوں کے ساتھ جو اس کے حقدار ہیں ' اصلی وارث ہیں ' ان کے ساتھ ظلم ہے یا جو پاکستان بننے کے بعد آئے ان کے ساتھ ظلم ہے ۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ پاکستان پیپلزپارٹی کبھی بھی اس چیز پر believe نہیں کرتی ہے کہ یہ سندھی ہے ' یہ مہاجر ہے ' یہ پنجابی ہے ' یہ پٹھان ہے ' اس کا ثبوت ہم نے 70 ء سے لے کر آج تک دیا ہے ' آج یہاں میاں رضاربانی آ کر بیٹھے ہیں منسٹر فار سٹیٹ ' لاء ' وہ سندھ سے سینیٹر بنے ہیں ' اس کو ووٹ کس نے دیا ' سندھ کے انہیں لوگوں نے جو کراچی سے واسطہ نہیں رکھتے ہیں جو Interior سے رکھتے ہیں ' آج یہاں آپ کے سامنے این ڈی خان بیٹھے ہیں ' کیا وہ اردو بولنے والا نہیں ہے ' آج یہاں تاج حیدر بیٹھے ہیں پوچھیں ان سے کہ آپ کو اردو بولنے والوں نے ووٹ دیا ہے یا سندھی بولنے والوں نے آپ کو ووٹ دیا ہے ' آج اقبال حیدر صاحب یہاں بیٹھے ہیں آپ اس سے پوچھیں ' آپ کو ووٹ کس نے دیا ؟ ان کو ووٹ interior والوں نے دیا ہے ۔ پوچھو آپ کو as a مہاجر سمجھ کر کبھی کراچی کے کسی مہاجر نے ووٹ دیا ؟ نہیں دیا ۔ ہم میں نفرت بالکل نہیں ' ہم آج بھی پیار محبت کرتے ہیں ۔ سندھ دھرتی شاہ بھٹائی کی دھرتی ہے ' لعل شہباز قلندر کی دھرتی ہے ' صوفیوں کی دھرتی ہے ' ہم نے ہمیشہ محبت کی ہے ۔ آپ لوگوں نے یہاں 5 سینیٹرز بھیجے ہیں ' PMLA نوازشریف آپ کا اتحادی ہے ' ANP آپ کا اتحادی ہے ' کراچی میں 20 لاکھ پٹھان رہتے ہیں ' کراچی میں 15 لاکھ پنجابی رہتے ہیں ' کبھی 5 سینیٹروں میں سے آپ نے ایک پٹھان یا پنجابی کو ٹکٹ دے کر یہاں بھیجا ؟ خدارا یہ نفرت ختم کریں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں امن ہو ' اگر آپ الگ صوبے کی یا الگ ملک کی بات کرتے ہیں تو بابا یہ بم ' آپ کو پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ یہ ہماری لاشوں پر ہی آپ بنا سکتے ہیں '

کبھی آپ سندھ صوبے کو الگ نہیں کر سکتے ۔

یہاں دوستوں نے بات کی کہ جمہوری اصولوں سے ہٹ کر بات کی جائے ۔ جمہوریت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ جس کی majority ہے وہی حکومت کرے گا ۔ لیکن اب دوست کہتے ہیں کہ جمہوری طریقوں سے ہٹ کر بات کی جائے ۔ یہ چیز تو ہم نے یہاں پر نہیں پیدا کی ہے ۔ آپ کو پتا ہو گا کہ جب 90ء کے الیکشن ہونے تھے ، جام صادق علی چیف منسٹر تھے ۔ کیئر ٹیکر بھی تھے اس کے بعد permanent چیف منسٹر بنے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پاکستان پیپلزپارٹی نے 100 میں سے 47 سیٹیں جیتی تھیں لیکن اس کو حکومت کرنے کا حق نہیں دیا گیا ۔ majority میں ہوتے ہوئے اس کو حکومت کرنے کا حق نہیں دیا گیا اور تین سال تک مسلسل ایک minority حکومت سندھ کے لوگوں پر قائم کی گئی ۔ اور ظلم اور بربریت ان دنوں میں آپ نے دیکھی ہوگی جو شروع ہوئی تھی وہ بھی ایک تاریخ کا حصہ ہے ۔ میں اس میں زیادہ نہیں جانا چاہتا ۔ جہاں تک operation clean up کا تعلق ہے تو 92ء میں یہ operation clean up ہوا تھا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ operation clean up کے بعد میاں نواز شریف جو اس وقت کے وزیر اعظم تھے ، اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ہمراہ سندھ کے tour پر آئے تھے ۔ وہ ایک دن سکھر بھی تشریف لائے تھے وہ تیسرا دن تھا جب ٹنڈو بہاول کا سندھ میں incident ہوا تھا ۔ سکھر میں سرکٹ ہاؤس پر ہمیں بھی بلایا گیا تھا as a President High Court Bar Accociation ۔ تو میں as a President High Court Bar اور President District Bar ہمارے ایک دوست ہیں عبدالفتح ملک ان کے ساتھ ہم دونوں بھی وہاں گئے ۔ میں نے میاں نوازشریف سے آدھے گھنٹے تک بات چیت کی ۔ آج چوہدری شجاعت صاحب بیٹھے ہوئے ، وہ اس بات کے گواہ ہیں کیونکہ میں ان کو بھی ایک memorandum دیا تھا ۔ میں نے ان سے بات کی تھی کہ یہ جو آپ Army operation کر رہے ہیں اور آپ نے دیکھا کہ دو دن پہلے جو ٹنڈو بہاول میں ہوا ہے وہ ایک صرف ایک میجر کے کہنے پر زیادتی ہوئی ہے تو اس کو آپ خدارا ذرا دیکھیں تا کہ یہ صحیح طریقے سے operation چلے ۔ تو اس کا جواب ہے اور چوہدری شجاعت کو میں اس لئے quote کر رہا ہوں حالانکہ اس میں غوث علی شاہ بھی بیٹھے تھے ، الٰہی بخش سومرو بھی تھے ، ہزار خان بجارانی بھی تھے لیکن چوہدری شجاعت صاحب کیونکہ Interior کے منسٹر تھے اس کو بھی میں نے کاپی دی تھی ۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ بھئی آپ دیکھیں یہ سب کے لئے نقصان دہ ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت رہے

تو مہربانی کریں۔ جمہوریت کا تقاضہ یہ ہے کہ ٹھیک ہے آپ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کریں ہم اس کو welcome کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ dialogue بھی کریں۔ چونکہ dialogue ایک ایسی چیز ہے جتنی بھی نفرت آپ کی بڑھ جائے، پھر بھی آپ کو table پر بیٹھ کر مسئلے کا حل نکالنا ہے۔ مسئلہ کا حل کسی بندوق سے، کسی گولی سے یا زبردستی نہیں نکل سکتا ہے۔ یہ جمہوریت کی روح رواں ہے کہ آپ بیٹھیں اس مسئلے پر بات کریں۔ مجھے آج بھی میاں نواز شریف کا جواب یاد ہے کہ میں 14.15 MNAs کی قربانی دی ہے۔ مجھے پرواہ نہیں ہے لیکن دہشت گرد ہیں میرے پاس ثبوت ہیں اس لئے میں ایکشن لے رہا ہوں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ 13 اگست 1992ء کو نیشنل اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا تھا کہ بھئی میں نے 14.15 MNA's کی پرواہ نہیں کی ہے اس لئے میں نے Army action کیا ہے، تو میں نواز شریف صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت اگست 92ء کی as Prime Minister آپ کی statement درست تھی یا جو آج آپ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے؟ یا اس وقت آپ غلط تھے؟ یا آج آپ غلط ہیں؟ میں زیادہ اس کو politically نہیں اٹھانا چاہتا کیونکہ آپ کو پتا ہے talks شروع ہو رہے ہیں اور یہ سب کی دلی خواہش ہے کہ اللہ کرے کہ یہ talks کامیاب ہوں -----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بہت مہربانی اعوان صاحب۔

جناب امداد علی اعوان - جناب میں نے تو ابھی دس منٹ بھی نہیں بولا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں جی پندرہ منٹ ہو گئے ہیں۔ پلیز اعوان صاحب میں دیکھ رہا ہوں۔ میں ان کو وارننگ دے رہا ہوں کہ پندرہ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب امداد علی اعوان۔ میں زیادہ اس کو نہیں اچھالنا چاہتا، کوئی رورل اربن کا جھگڑا نہیں ہے، بات نیتوں کی ہے، اگر نیتیں صاف ہیں تو ہر مسئلہ کا حل نکلتا ہے، اگر نیت صاف نہیں ہے، نیت میں فتور ہے، آپ بات ہی نہیں کرنا چاہتے، جیسے آج بھی دوستوں سے پوچھا، آج بھی کوئی statement آئی ہے میں نے نہیں پڑھی ہے کہ ہم الگ صوبہ چاہتے ہیں میں نے نہیں پڑھا ہے مجھے دوستوں نے بتایا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں بیٹھا ہے آج آفتاب شیخ جب سے یہ آیا ہے آپ ان سے پوچھیں جتنا پیار محبت سندھ کے لوگوں نے دیا ہے اتنا آپ کو کراچی کے لوگوں نے

نہیں دیا ہو گا۔ جتنی پیار محبت اشتیاق صاحب کو خیبر پور ے کے لوگوں نے دی ہے اتنی محبت ان کو کبھی کراچی کے لوگوں نہیں دی ہو گی۔ تو میری گزارش ہے کہ نفرتیں ختم کریں۔ پیار محبت میں رہیں یہ آپ کا بھی شہر ہے ہمارا بھی شہر ہے پنجابی کا بھی شہر ہے' پٹھان کا بھی شہر ہے' سب کا شہر ہے۔ یہ ملک ہم سب کا ہے یہ ملک ایک گلدستہ ہے جس میں مختلف پھول پڑے ہیں۔ خدارا اس گلدستہ کو مت تباہ کریں۔ یہی میں گزارش کروں گا۔ Thank you very much۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بڑی مہربانی جناب اعوان صاحب۔ چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب the Floor is with you sir جی۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور وممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر اظہار خیال کا موقع دیا جناب والا کراچی کے مسئلے پر ہر پاکستانی خواہ وہ پنجاب میں ہے خواہ سرحد میں ہے' بلوچستان میں ہےیا سندھ کا رہنے والا ہے۔ وہ متفکر ہے مغموم ہے اور ہر روز وہ اپنے دل میں اور اپنے طور پر پریشان ہے کہ یہ حالات جو کراچی کے رونما ہو رہے ہیں یہ سنبھلنے نہیں پا رہے یہ دن بدن بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں اور ہر روز جب اخبار کا مطالعہ کیاجاتاہے تو جناب والا! یقین جانیئے کہ اخبار کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈر لگتا کہ معلوم نہیں آج کیا خبر ہو گی آج کتنے آدمی مارے گئے ہوں گے۔ آج کیا بدامنی کا نیا پیغام آیا ہو گا؟ اور ہر آدمی اپنے دل میں پیچ کے رہ جاتا ہے اورمغموم و متفکر ہے۔ ساری قوم اس معاملے میں مغموم ہے اداس ہے۔ پریشان ہے اور سندھ کے صوبے یا کراچی کے رہنے والے لوگ یہ خیال نہ کریں کہ دوسرے صوبوں میں رہنے والے لوگ شاید اس معاملے پر ان کے ساتھ ان کے پورے جذبات اور ان کی پوری ہمدردیاں نہیں ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک پاکستانی ہونے کی ناطے جہاں کہیں بھی ایک پاکستانی آباد ہے۔ وہ اس معاملے میں پریشان ہے اور اس پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو قائم رکھے کراچی میں امن قائم ہو پاکستان کے کونے کونے میں امن قائم ہو۔ ہر شہری کی عزت محفوظ ہو ہر شہری اپنے پروگرام کے مطابق اور امن و امان کی زندگی گزار سکے لیکن جناب والا! حالات نہایت نازک مرحلے پر پہنچ چکے ہیں اور اس وقت جب پہلے بھی ہم نے کراچی کی situation پر بحث کی ہم نے اپنا اظہار خیا ل کیا اور ہم نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ اس کو افہام وتفہیم کے ساتھ نمٹایا

جائے اور اس کے متعلق dialogues کئے جائیں۔ اس کے متعلق بات چیت کی جائے۔ ایم کیو ایم کے ساتھ بات چیت کی جائے اور اچھی بات ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ عقلمندی کی بات ہے کہ اس بات پر حکومت رضامند ہوئی ہے اور ان کے آپس میں dialogues ہو رہے ہیں۔ اور بات چیت ہو رہی ہے اور ہر آدمی کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں اور آدمی چاہتا ہے کہ یہ بات چیت کامیاب ہو اور یہ بات چیت اس طرح کامیابی سے ہمکنار ہو کہ کراچی میں امن و سکون آجائے جناب والا! آپ نے اخباروں میں بھی دیکھا ہو گا کہ پاکستان مسلم لیگ کا موقف کیا تھا؟ پاکستان مسلم لیگ باوجود حزب اختلاف ہوتے ہوئے یہ چاہتی ہے کہ کراچی میں امن و امان ہو اور dialogues کے ذریعے یہ معاملہ طے ہو یہی ہمارا مطالبہ تھا یہی ہمارے قائد کا مطالبہ تھا۔ میاں محمد نواز شریف نے غیر مشروط طور پر اپنے تعاون کی پیش کش کی تھی اور پاکستان مسلم لیگ نے جو کانفرنس کرنا تھی وہ کانفرنس بھی ملتوی کر دی تھی کر دی ہے اور اس لئے ملتوی کی ہے کہ شاید یہ موجودہ بات چیت پر اثرانداز نہ ہو کیونکہ پاکستان مسلم لیگ یہ چاہتی ہے کہ یہ ملک قائم رہے ۔یہ بات چیت آگے بڑھے یہ بات چیت پایہ تکمیل کو پہنچے اور بات چیت کامیابی سے ہمکنار ہو تاکہ ملک میں امن وامان رہ سکے۔ اس لئے جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس معاملے میں حزب اختلاف نے اپنی طرف سے پورا تعاون کیا اور بھرپور طریقے سے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ یہ talk اور یہ ڈائیلاگ اور یہ بات چیت کامیاب ہو اور اللہ کرے کہ یہ کامیاب ہو۔ ہم سب کی نظریں تمام سیاسی جماعتوں کی تمام کارکنوں کی تمام لوگوں کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں ۔ جناب والا! آج کے مرحلے پر جبکہ بات چیت ہو رہی ہے ہم نہیں چاہتے کہ کوئی تلخی اور کوئی ایسی بات ہو جو اس پر اثر انداز ہو سکے اور ہماری کوشش یہ ہونی چاہئیے اور ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم ایسی کوئی بات نہ کریں اور انشاء اللہ ہم ایسی کوئی بات نہیں کریں گے جس سے یہ talk یا یہ بات چیت متاثر ہو سکے۔ لیکن ایک بات جناب والا ' میں عرض کر دوں کہ چاہئیے تو یہ تھا کہ یہ بات چیت لیڈرز کے درمیان ہوتی ۔ بااختیار لوگوں کے درمیان ہوتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ بھی ہیں یہ نمائندہ دونوں جماعتوں کے آئے ہیں لیکن اگر یہ معاملہ بے نظیر صاحبہ کے درمیان یا الطاف حسین کے درمیان ہوتا تو شاید اس کی کامیابی زیادہ جلدی اور زیادہ آسانی سے ہو سکتی کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرحلہ اس وقت یہ ہے کہ زیادہ دیر نہیں کی جا سکتی ۔ زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہئیے۔ اب اگر ایک پارٹی تجاویز دیتی ہے دوسری کسی کو کنسلٹ کرتی ہے۔ دوسری پھر کسی

سے آرڈر لیتی ہے۔ تو اس میں تاخیر ممکن ہے تو زیادہ بہتر ہوتا کہ اگر بااختیار اور پورا اختیار رکھنے والے عمائدین پارٹی آپس میں گفت و شنید کرتے۔ لیکن بہرحال یہ ابتدا ہے اللہ کرے کہ یہ ابتدا بھی کامیاب ہو۔ اللہ کرے یہ ابتداء بھی جلدی سے جلدی پایۂ تکمیل کو پہنچے ۔ جناب والا ' ہم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ایک جوائنٹ سیشن ہو اور اس جوائنٹ سیشن میں حکومت اپنا موقف بیان کرے اور اس جوائنٹ سیشن میں ساری چیزیں جو ہیں وہ ڈسکس کی جائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہ معلوم حکومت کیوں جوائنٹ سیشن کو avoid کرتی ہے اور اس سے پہلو تہی کرتی ہے ؟ جوائنٹ سیشن ایسا نہیں تھا ۔ یہاں آپ نے دیکھا کہ فضا کیسی سازگار ہے۔ کیسا ماحول ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔ اسی طرح اگر نیشنل اسمبلی اور یہ سینیٹ دونوں پارلیمنٹ کی حیثیت سے بیٹھتے اس میں خواہ آپ اجلاس بلاتے اور اس کو in camera بھی کرتے۔ لیکن ساری پارلیمنٹ کا اجلاس ہونا چاہئیے تھا اور اس پارلیمنٹ میں تمام حقائق و واقعات جو حکومت پیش کرنا چاہتی ہے in camera پیش کرنا چاہتی ہے وہ وہاں پیش کئے جاتے تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ وہ کیا واقعات ہیں اور وہ کیا چیزیں ہیں جو خفیہ طور پر حکومت پیش کرنا چاہتی ہے؟ کیا یہ صرف نیشنل اسمبلی یا قومی اسمبلی کے اراکین کا ہی حق ہے کہ ان کو وہ چیزیں بتائی جائیں بہتر ہوتا اگر ہمارا یہ مطالبہ بھی مان لیاجاتا کہ جوائنٹ سٹنگ یعنی پارلیمنٹ کا اجلاس بلا کر اس میں تمام چیزیں رکھی جائیں تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو ۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ممبر آف دی پارلیمنٹ بھی محب وطن نہیں ہے۔ سب محب وطن ہیں سب کو ملک سے محبت ہے۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ یہ ملک قائم و دائم رہے۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ امن و امان قائم ہو۔ تو وہ چیزیں سننے کیلئے بھی ہم تیار ہیں ۔ ان کا مداوا کرنے کیلئے بھی تیار ہیں جو تعاون ہمارے بس میں ہے وہ ہم کرنے کیلئے بھی تیار ہیں ۔ اس لیے جوائنٹ سٹنگ کا مطالبہ جائز تھا لیکن بہرحال یہ اب بھی ہو سکتا ہے۔ جوائنٹ سٹنگ کیلئے میں یہ مطالبہ کروں گا اور یہ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ اس مطالبے کو مانے اور جوائنٹ سٹنگ کیلئے کوئی وقت نکالے اور وہ وقت نکال کر اس میں ساری باتیں ہوں ۔ جناب والا' یہاں آج دونوں پارٹیوں کے عمائدین بیٹھیں گے۔ دونوں باتیں کریں گے۔ میری یہ استدعا ہے کہ کھلے دل سے بیٹھنا چاہئیے۔ reservation سے اور شرائط کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہیے۔ اگر ہم کھلے دل کے ساتھ بیٹھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی کوئی نہ کوئی صورت نکالی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم reservation کے ساتھ بیٹھیں کہ ہم نے

یہ ماننا ہے یہ نہیں ماننا ہے۔ یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا ہے۔ صرف ایک ہی نظریہ ہونا چاہیئے اور صرف ایک ہی نصب العین ہونا چاہیئے۔ کہ اس مسئلے پر قابو پانا ہے۔ کراچی میں امن و امان قائم کرنا ہے۔ اور صرف اس نظریہ کے ساتھ اور اس پروگرام کے ساتھ اگر عمائدین بیٹھیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات مشکل نہیں ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا اس لیے میں درخواست کرتا ہوں ان عمائدین سے کہ جن کے مابین آج یہ talks ہو رہی ہیں اور فاضل وزیر قانون سے جو کہ اس پارٹی کے سربراہ ہیں کہ کھلے دل سے بیٹھا جائے اور کھلے دل سے بات کی جائے اور تمام تلخیاں اور ماضی کی باتیں جو ہیں وہ بھلا دی جائیں ۔ اور ماضی کی تلخیوں کو بھلانے سے ہی کوئی صورت اور کوئی حل نکل سکتا ہے اگر طعنوں میں اور گلوں میں ہم پڑیں گے کہ آپ نے یہ کیا اور آپ نے وہ کیا ۔ آپ نے ہم سے زیادتی کی۔ آپ نے یہ کیا آپ نے وہ کیا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر باتیں نہیں بنتیں ۔ ہم دیہاتی بھی جب پنچائیتوں میں بیٹھتے ہیں تو پچھلی بات کو بھلا کر آگے سے شروع کرتے ہیں ۔ ہمیں شروع کرنا چاہیئے تو پچھلے ماضی سے شروع نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں حال کو ڈسکس کرکے مستقبل کی سوچ سوچنی چاہیئے۔ تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔ دوسری بات جناب یہ ہے کہ ہم اس نیت سے بیٹھیں کہ ہم نے فیصلہ کرکے اٹھنا ہے۔ ہم اس نیت سے نہ بیٹھیں کہ ہم نے اس پر ڈسکشن کرنی ہے۔ ہم نے اس پر بحث کرنی ہے۔ ہم نے ان مسائل کی نشاندہی کرنی ہے۔ صرف نشاندہی کیلئے نہیں فیصلے کی نیت سے بیٹھیں ۔ اور جب لوگ فیصلے کی نیت سے بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالتے ہیں اور فیصلہ کوئی نہ کوئی ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں فیصلہ کرنے کی نیت سے بیٹھنا چاہیئے۔ آج سب قوم کی نظریں لگی ہوئی ہیں ۔ آج ایک دیہات میں رہنے والا آدمی ' ایک شہر میں رہنے والا آدمی ' اسلام آباد کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس پارلیمنٹ ہاؤس میں اس فیصلے کا منتظر ہے۔ جو فیصلہ یہ کمیٹی کرے گی۔ اس لیے میں یہ عرض کروں کہ اس determination کے ساتھ '' اس پروگرام کے ساتھ ' اس نیت کے ساتھ یہ میٹنگ ہونی چاہیئے کہ ہم نے فیصلہ کرکے اٹھنا ہے۔

جناب والا ' میں اس بات کا conscious ہوں کہ میرا ٹائم پندرہ منٹ ہے میں کوشش کروں گا کہ میں پندرہ منٹ کے اندر اندر ہی ختم کروں جناب والا ' مقدمات کے متعلق بڑا واویلا یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے خلاف مقدمات جو ہیں وہ واپس ہٹائے جائیں ایک تو یہ مطالبہ ہے۔ یہ کام

تو کوئی مشکل نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمارے مقدمات واپس نہ لئے جائیں بلکہ یہ مقدمات عام عدالتوں میں چلائے جائیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی جو خود تو اس بات کی چیمپئین کلیم کرتی ہے۔ کہ ہم ordinary courts پر believe کرتے ہیں ۔ یہ مطالبہ ماننا بھی مشکل نہیں کہ ایسا معاملہ نہیں ہوگا کہ جو کہ خدا نخواستہ ملک کی سلامتی کے خلاف ہو ۔ اگر یہ مطالبہ مان لیا جائے اور عام عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرا جناب والا' میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک ہوسکے ان ڈائیلاگ کو پبلک کیا جائے۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں تاکہ عوام کو بھی معلوم ہو کہ کیا گفت و شنید ہوئی ہے اور کیا بات ہوئی ہے؟ اور کون آدمی اس فیصلے میں مد و معاون ثابت ہو رہا ہے اور کس کا رویہ کیا ہے؟ اس بات چیت کو پبلک بھی کیا جائے اور سیاسی جماعتوں کے بارے میں تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں کوئی سیاسی جماعت ایسی نہیں ہے جو یہ نہیں چاہتی کہ یہ مسئلہ حل نہ ہو۔ اور پریس بھی یہ چاہتی ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو۔ ہمیں وہ فضا قائم کرنی چاہئیے سیاسی جماعتوں کو بھی اور پبلک کو بھی کہ جس سے اس ڈائیلاگ کی کامیابی میں مدد معاون ثابت ہو سکے اور ہمیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئیے جس سے یہ ڈائیلاگ فیل ہوں ۔ جناب والا' چند باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جناب ان کے متعلق مطالبات بھی ہوتے ہیں لیکن چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن وہ بڑی باتیں بن جاتی ہیں ۔ جناب والا' میں یہ عرض کروں کہ چند دن ہوئے چار جون کی بات ہے کہ ایک نرس فاطمہ اور قمر منصور ایم پی اے اغواء ہوئے تھے اور کراچی سے وہ چڑھے ۔ ان کے لواحقین ان کو چڑھانے آئے وہ لاہور میں آئے اور اس کے بعد گم ہو گئے اور آج تک کوئی سراغ نہیں کوئی پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں ؟ موجود ہیں' کہ موجود نہیں ہیں ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی صرف پاکستان مسلم لیگ کا ہو یا پیپلز پارٹی کا ہو یا ایم کیو ایم کا ہو آخر وہ پاکستان کا شہری ہے ۔ آخر وہ بھی پاکستان کے شہری ہیں وہ بھی کسی کی بیٹی ہے۔ وہ بھی کسی کا بیٹا ہے وہ بھی کسی کا بھائی ہے وہ بھی کسی کی بہن ہے اور آج تک اس کا سراغ نہ ملنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔ فضا کو ٹھیک کرنے کیلئے ان ڈائیلاگ کو کامیاب کرنے کیلئے فضا ہمیں ایسی پیدا کرنی چاہئیے کہ اس کے متعلق پوری کوشش ہو اور ان کو برآمد کیا جائے۔ جناب والا ! میں ------

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ چوہدری صاحب ٹائم کا خیال رکھئے گا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جی سر مجھے بالکل احساس ہے ۔ جناب والا میں ایم کیو ایم حقیقی یا ایم کیو ایم حق پرست دونوں پارٹیاں ہیں ان سے بھی میں عرض یہ کرتا ہوں اور بڑی مؤدبانہ اور بڑی دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ ہم سب کا بحیثیت پاکستانی یہ فرض ہے کہ ہم پاکستانی ہونے کے ناطے سے سوچیں ۔ ہم نہ سندھی ہونے کے ناطے سے سوچیں نہ پنجابی ہونے کے ناطے سے سوچیں ۔ ہم نہ بلوچی ہونے کے ناطے سے سوچیں نہ اربن ہونے کے ناطے سے سوچیں نہ رورل ہونے کے ناطے سے سوچیں ۔ ہماری سوچ ایک ہی ہونی چاہئیے اور وہ سوچ یہ ہے کہ ہم پاکستانی ہیں ۔ ہمارا آپس میں بے شک سیاسی اختلاف ہو ۔ سیاسی اختلاف چلتے رہیں گے پاکستان پیپلز پارٹی کا اورمسلم لیگ کا سیاسی اختلاف ہو تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔ لیکن جس بات کا نتیجہ یہ ہو کہ ہم تشدد پر اتر آئیں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوچ درست نہیں ہے ۔ میں اپیل کرتا ہوں دونوں گروپوں سے بھی اور وہاں کے رہنے والے لوگوں سے بھی کہ اس کو انا کو مسئلہ نہ بنایا جائے۔ پاکستان کی سلامتی پاکستانی کی بہتری اور پاکستان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے اس لئے ہمیں اس کے متعلق کوشش کرنی چاہئیے کہ فضا کو ہموار کیا جائے ۔ لوکل الیکشنوں کی بات ہوئی ۔ لوکل باڈیز کے الیکشن کروائے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حق بحق دار رسید یہ بات جو بھی پارٹی برسراقتدار آئے پیپلز پارٹی آئے بسم اللہ اگر ایم کیو ایم آتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر مسلم لیگ آتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔ اگر آپ حق دیں گے تو یہ عوام کے حقوق عوام کو دینے کے برا ہے اس لئے اس بات میں بھی کوئی تامل نہیں ہونا چاہئیے اور جیسے میرے فاضل دوست او میرے محترم دوست اقبال حیدر صاحب نے کہا تھا کہ 18 مطالبات ہیں ان میں سے کوئی بھی تقریباً ایسا نہیں ہے کہ جس کو نہ مانا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر کوئی بھی رکاوٹ کیا ہے اور انشاء اللہ اگر یہ صورت حال ہو اور یہ مطمع نظر ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات آگے ضرور بڑھے گی اور یہ کامیاب ہو گی ۔ لیکن ہمیں جناب والا یہ بھی یاد رکھنا ہو گا کہ ہم بڑے نازک وقت میں ہیں۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ تمام قوم جو ہے اس کے لئے بڑے نازک حالات ہیں اور نازک موڑ پر ہم کھڑے ہیں ۔ اگر خدانخواستہ یہ کانفرنس کامیاب نہ ہوئی تو اس کے نتائج میں جو دیکھ رہا ہوں اچھے نہیں ہوں گے ۔ ہماری کوشش اور ہماری ہر طرح کوشش یہ ہونی چاہئیے کہ یہ کامیاب ہوں اور اگر یہ کامیاب نہ ہوئے اور خدانخواستہ یہ ناکام ہو گئے تو ملک کے لئے یہ

مفید ثابت نہیں ہو گا اور آنے والی نسلیں اور آنے والے لوگ ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ اس لئے میں نہایت دردمندانہ اور مؤدبانہ یہ اپیل کرتا ہوں کراچی کے وام سے پاکستان پیپلز پارٹی سے موجودہ حکومت سے اور تمام متعلقین سے کہ اس معاملہ میں ہم پاکستان کے لئے پاکستان کے استحکام کے لئے پوری پوری کوشش کر کے اس مسئلے کو حل کرنے کی سعی فرمائیں۔ شکریہ بہت بہت ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب بھنڈر صاحب ۔ اب میں ڈاکٹر صفد عباسی صاحب کو فلور دیتا ہوں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب ۔ جناب والا کراچی کے حوالے سے سینٹ کے اندر جب سے ایک سال سے میں الیکٹ ہو کر آیا ہوں تو کراچی کے حوالے سے کئی دفعہ ہم نے یہاں پر بحث کی ہے ۔ صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے جو وہاں کے حالات ہیں ان کو دیکھتے ہوئے سینٹ کے اندر کئی دفعہ بحث ہوئی اور مختلف اطراف سے مختلف باتیں کی گئیں ۔ بہت سی توجیہات دی گئیں اور بہت سے کچھ حقائق اور کچھ غیر حقائق سامنے آئے اور ہر پارٹی نے ہر ایک معزز سینیٹر نے اپنا اپنا نقطہ نظر جو ہے وہ اس ایوان کے سامنے پیش کیا اور اس ایوان کے حوالے سے قوم کے سامنے رکھا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اب اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں کیوں کہ ہم اس پر بہت بول چکے ہیں کہ 1947 میں تقسیم ہند کے بعد کیا ہوا ؟ کس قسم کے factors develop ہوئے؟ مائیگریشن کس طرح ہوئی ؟ سندھیوں نے اردو سپیکنگ کے لئے کیا کیا ؟ اور اردو سپیکنگ اور سندھی سپیکنگ کے درمیان ایک جو کوآرڈینیشن کی فضا تھی وہ کس طرح ٹوٹی ؟ کیا مسائل develop ہوئے ؟ کوٹہ سسٹم کیا ہے؟ لسانی فسادات ہوئے وہ کیا تھے ؟ اس حوالے سے ہم بہت سی باتیں کر چکے ہیں۔ مارشل لاء نے کیا اثرات اپنے چھوڑے اور مارشل لاء کی وجہ سے کیا situation develop ہوئی جس میں کہ ایک لسانی اور میں کہوں گا لسانیت اور مذہبی جنونیت کا ایک ایسا دور شروع ہوا کہ جس میں بہت سے مسائل نے جنم لیا اور اس میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے جو کراچی کا آج ہم دیکھ رہے ہیں ۔ تو ان ساری باتوں کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے آج جو بنیادی بات میں کرنا چاہوں گا ، وہ یہ ہے کہ کراچی میں اس وقت دہشت گردی کی ایک فضا ہے۔ وہ restricted کدھر کدھر ہے؟

کن علاقوں میں ہو رہی ہے؟ اس پر debate ہو سکتی ہے لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اس وقت کراچی میں دہشت گردی کی ایک فضا ہے اور یہ دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے ؟ دوسری طرف سے سینیٹر حضرات نے اور خصوصاً ساجد میر صاحب نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ دہشت گردی اس لئے ہو رہی ہے کہ ایک طبقہ کو ان کے rights یا ان کے حقوق نہیں مل رہے ہیں - جناب چیئرمین ! میں بنیادی طور پر اس سے ضرور disagree کروں گا کہ اگر کسی کو اس آزاد ملک کے اندر حقوق نہیں مل رہے ہیں ، جس کی اپنی صوبائی اکائیاں ہیں - اس میں اگر کسی کو حقوق نہیں مل رہے ہیں تو کیا اس بات کو condone کر دیں کہ چونکہ کسی کو حقوق نہیں مل رہے ہیں تو یہ بندوق کا سہارا لینا شروع کر دیں ؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی گورنمنٹ ، کوئی بھی سٹیٹ ، چاہے وہ اس ملک کے اندر ہو ، یا اس ملک سے باہر ، کبھی بھی اس چیز کو condone نہیں کر سکتی - آج اگر ہم دہشت گردی کو بندوق کی زبان میں condone کرنا شروع کر دیں تو یہ process endless ہوگا اور اس کا خاتمہ ممکن نہیں ہے - کہا یہ جاتا ہے کہ چونکہ یہاں بنیادی مسئلہ ایم کیو ایم کا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پی پی پی کا ہے- unfortunately سندھ کے اندر ایسی ڈویژن ہو گئی ہے کہ rural سندھ پیپلز پارٹی کے حوالے سے پہنچانا جا رہا ہے اور urban سندھ ایم کیو ایم کے حوالے سے پہنچانا جا رہا ہے - یہ ڈویژن بڑی unfortunate ہے جو میں نہیں سمجھتا کہ کبھی بھی پیپلز پارٹی کا مقصد تھا - یہ ایک فیڈرل پارٹی ہے - ایک وفاقی پارٹی ہے ، جس کی جڑیں آپ کو Northern Areas میں ملیں گی ، کشمیر میں ملیں گی ، بلوچستان میں ملیں گی، فرنٹیئر میں ملیں گی، پنجاب میں ملیں گی اور سندھ میں ملیں گی حتی کہ کراچی میں بھی ملیں گی- ابھی امداد اعوان صاحب نے یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ یہاں پر ہمارے تین سینیٹرز کراچی سے بیٹھے ہوئے ہیں - ان کو ووٹ سندھی ایم پی اے نے دئے ہیں - ہم نے کبھی یہ تفریق نہیں کی کہ چونکہ یہ مہاجر ہیں 'اس لئے ہم سندھی اس کو ووٹ نہیں دیں گے -نہیں -- ہم نے پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم پر ان کو ووٹ دئے - میاں رضا ربانی صاحب کے والد تو پنجاب سے ہجرت کرکے کراچی گئے تھے ، ان کا تعلق پنجاب سے تھا اور وہ کراچی میں رہتے ہیں - ہم نے ان کو بھی ووٹ دئے ہیں - تو بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے ایک فیڈرل جماعت کی حیثیت سے کبھی اس تعصب کو بنیاد نہیں بنایا - مجھے کل قاضی حسین احمد صاحب پر بڑا افسوس ہوا جو کہ انتہائی سینیئر آدمی ہیں ، میں ان کے بارے میں

کچھ کہنا بھی نہیں چاہوں گا، لیکن انہوں نے ایک ایسی بات کی ہے جس کے اوپر کم از کم ہمارا دل ضرور دکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے زیادہ افسوس مجھے اشتیاق اظہر صاحب کے اوپر ہوا کہ وہ قاضی صاحب کے پاس گئے اور انہوں نے اس بات کے اوپر قاضی صاحب کو congratulate کیا۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ بے نظیر سندھ کے اندر، سندھی تعصب کی بنیاد کے اوپر جیتی ہے۔ جناب والا! آپ تو ان لاکھوں کروڑوں پنجابیوں، پٹھانوں، کشمیریوں اور بلوچوں کی توہین کر رہے ہیں جو کہ بے نظیر کو سندھ کی بنیاد پر نہیں بلکہ ان کی وفاقی حیثیت کی بنیاد پر ووٹ دیتے ہیں۔

جناب والا! اگر آپ پیپلز پارٹی کے حوالے سے دیکھیں تو یہ ایک chain ہے۔ یہاں پر میں یہ کہوں گا کہ یہ ملک جو مختلف حصوں میں بٹ گیا ہے، اگر اس میں آپ کو کوئی chain نظر آتی ہے، اس میں اگر آپ کو کوئی ربط نظر آتا ہے تو یہ پاکستان پیپلز پارٹی کے حوالے سے نظر آتا ہے۔ اگر کل پاکستان پیپلز پارٹی کو اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سندھیوں کو دھکیل کر دور کر دیا تو اس کے بعد اس ملک کے اندر کوئی کڑی نہیں رہے گی۔ کڑی پیپلز پارٹی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ جب سے مارشل لاء اس ملک میں آیا ہے، اس کے بعد اگر کسی پارٹی نے کوئی ربط رکھا ہے تو یہ پاکستان پیپلز پارٹی کے حوالے سے ہے۔ قاضی صاحب کی اس بات پر مجھے بڑا دکھ ہوا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے کبھی بھی سندھی تعصب کی بنیاد پر عوام سے ووٹ نہیں مانگے ہیں۔ آپ یہ کہہ کر سندھیوں کی توہین کر رہے ہیں جنہوں نے جی ایم سید کو reject کرکے پاکستان پیپلز پارٹی کو اس کی وفاقیت کی بناء پر ووٹ دئے۔ ان کا پریشر تھا، ان کی حقوق کی جنگ تھی، ان کو بھی مختلف ترقی پسند تنظیموں نے ورغلایا، اس قسم کی پچاس تنظیمیں سندھ میں ہیں، پچاس لسانی تنظیمیں ہیں۔ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ سندھیوں پر بھی pressure تھا اور یہ ہمیشہ رہا ہے لیکن انہوں نے ۷۰ء میں ذوالفقار علی بھٹو کو ووٹ دیا۔ وفاقیت کے حوالے سے، انہوں نے ۷۷ء میں ذوالفقار علی بھٹو کو ووٹ دیا وفاقیت کے حوالے سے، انہوں نے ۸۸ء میں محترمہ بے نظیر بھٹو کو ووٹ دیا وفاقیت کے حوالے سے، انہوں نے ۹۰ میں ووٹ دیا وفاقیت کے حوالے سے، اور ۹۳ء میں ووٹ دیا وفاقیت کے حوالے سے۔ جناب عالی! میں بڑے مودبانہ انداز میں یہ بات قاضی صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس پر کچھ نہ کہتے تو زیادہ بہتر تھا لیکن بہر حال انہوں نے ایک بات کی تو یہ بات وضاحت طلب ضرور تھی۔

جناب عالی ! کہا یہ جاتا ہے کہ مہاجر عوام سندھ کے اندر alienated ہے ۔ سندھ کے اندر ان کو ان کے حقوق نہیں مل رہے ۔ ان کو ان کی صحیح نمائندگی نہیں مل رہی اور اگر اس کو ہم ایک broad سپکیٹرم میں دیکھیں ۔ تو وہاں پر دوقسم کی alienation کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ ایک ان کی پولیٹکل alienation کہ ان کو سیاسی طور پر نمائندگی نہیں دی جاتی اور دوسری ان کی اکنامک alienation جس میں کوٹہ سسٹم ' جاب ' دیگر مراعات کے حوالے سے بہت سی باتیں کی جاتی ہیں لیکن جناب میں آپ سے یہ ضرور عرض کروں گا ۔ میں پچھلی باتوں میں نہیں جانا چاہتا لیکن 85ء کے بعد سے جب سے ایم کیو ایم بنی ہے ۔ تو چند واضح fighers ' چند واضح حقائق ہمارے سامنے موجود ہیں ۔ ایم کیو ایم کا ۱۹۸۷ء میں کراچی کا میئر ان کا تھا وہ لوکل کونسل کو رول کرتی رہی ۔ ۸۸ء میں پیپلز پارٹی سے ان کا معاہدہ ہوا ۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ وہ ایک unfortunate episode تھا کہ ہمیں بتائے بغیر ' بغیر ہم سے ذکر کیے ایم کیو ایم کے ممبرز no confidence ووٹ کے دوران ایم این اے ہوسٹل سے چوری چھپے نکل کر چلے گئے ۔ پیپلز پارٹی کے ساتھ معاہدہ ان کا اپنی جگہ تھا انہوں نے جا کرمسلم لیگ سے بغیر بتائے معاہدہ کر لیا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور میں اس بات میں believe کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا موڑ تھا جہاں ایم کیو ایم کی قیادت نے ایک segacious کردار ادا نہیں کیا انہوں نے ایک مدبرانہ کردار ادا نہیں کیا وہ موقع ایسا تھا جہاں پر تمام کدورتوں کو بھلا کر ایک ایسا معاہدہ ہوا تھا ۔ اس کی implementation پر debate ہو سکتی ہے جی ہم نے یہ نہیں کیا انہوں نے یہ نہیں کیا لیکن یہ ایک معاہدہ ہوا تھا جس کو implement کرنے میں شاید کوئی دقت ہو اور بات یہ ہے جہاں اتنی کدورتیں تھیں اور وہ دور ہوئیں تو اس کے بعد ان کا اس طرح سے چلے جانا میں سمجھتا ہوں ان کی طرف سے مدبرانہ کردار اس حوالے سے ادا نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا میں کسی کو مورد الزام نہیں دوں گا ۔ اس کے بعد ۹۰ء کے اندر جو کچھ ہوا کس طرح پیپلز پارٹی کو destabilize کیا گیا اور ایم کیو ایم کس طرح استعمال ہوئی کس طرح اس سارے کھیل میں ایم کیو ایم استعمال کی گئی۔ جناب عالی! میں یہ کہوں گا کہ ایم کیو ایم ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھے ۔ ان کی قیادت کو ہمیشہ یہ بات دل میں رکھنی ہوگی کہ ان کے ذریعے ۸۷ء میں جونیجو کو destabilize کیا گیا اور ان کے ذریعے ۹۰ء میں پیپلز پارٹی کو destabilize کیا گیا ۔ کراچی میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ جن کو بعد میں استعمال کرکے پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کو dismiss کیا گیا ۔ میں اس میں بھی نہیں جانا

چاہوں گا لیکن بات یہ ہے کہ پولیٹیکل alienation کے حوالے سے جب بات آتی ہے تو وہ لوکل باڈیز میں نمائندے رہے ' وہ سندھ کی حکومت میں پیپلز پارٹی کے ساتھ رہے وہ سندھ کی حکومت میں جام صادق کے ساتھ رہے ' وہ مرکز میں نواز شریف کے ساتھ رہے ۔

تو اگر آپ ایم کیو ایم کی ہسٹری آپ دیکھیں ۔ ۸۵ء میں یہ جماعت بنتی ہے آج ۹۵ء ہے ۔ دس سال میں پانچ سال کم از کم مختلف حوالوں سے وہ اقتدار میں رہی ہے ۔ ان کے لوگ اقتدار میں بیٹھے ہیں ۔ انہوں نے اقتدار کی مراعات کا فائدہ اٹھایا ہے ۔ پیپلز پارٹی کی 27/28 سال کی ہسٹری ہے ۔ 28 سال میں سے ۱۴ سال ہم نے مارشل لاء میں گزارے ہیں ۔ ہم لڑتے رہے ہیں ہم نے کبھی اس لڑائی کو بند نہیں کیا لیکن ہم نے ایک جمہوری لڑائی لڑی ۔ کبھی کسی بھی وقت پیپلز پارٹی کی قیادت نے یہ نہیں کہا کیونکہ اب ہماری alienation ہو رہی ہے تو ہم بندوق اٹھا کر مارشل لاء کے مقابلے میں آ جائیں ۔ ہم نے جمہوری لڑائی کی تو جناب پولیٹکل alienation وہ نہیں ہے جس کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے ۔ ساتھ ساتھ سوشل اکنامک alienation کے حوالے سے میں صرف اتنا کہوں گا کہ اس ملک کے عوام جس کو ہم ملک پاکستان کہتے ہیں۔ اس ملک کی majority کے حوالے سے میں بات کروں گا ۔ کہ ہاں کراچی میں ' حیدر آباد میں مسائل ہوں گے' بیروزگاری ہوگی ' پانی کی قلت ہوگی ' روڈ صحیح نہیں ہوں گے' واپڈا کا سسٹم خراب ہوگا۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ جو کچھ کراچی اور حیدر آباد کے اندر ہے وہ پاکستان کے کروڑوں عوام کو نصیب نہیں ہے۔ آپ کراچی سے نکل کر پچاس میل کے فاصلے پر چلے جائیں تھانوں ملا خان ہے ذرا اتریں آپ سپر ہائی وے سے اتر کر نیشنل ہائی وے پر چلے جائیں ٹھٹھہ اور اس سے تھوڑا سے آگے چلے جائیں کے ٹی بندرگاہ کی طرف' تو جناب عالی آپ کو نظر آجائے گا کہ اس ملک کے باقی عوام کے پاس کیا ہے جو کراچی والوں کے پاس ہے۔ تو socio economic condition کی بات جب کی جاتی ہے تو میں اتنا ضرور ان کو کہوں گا کہ آپ یہ دیکھیں کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے۔ وہ پنجاب کے رورل ایریاز میں بھی نہیں ہے ان کو پانی بھی نہیں ملتا ۔ ان کے پاس بجلی اور روڈز بھی نہیں ہے ۔ آپ بلوچستان سے جناب چیئرمین تعلق رکھتے ہیں میں آپ کے صوبے کی بات کرتا ہوں ۔ اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ رقبے کے لحاظ سے ہے۔ لیکن وہاں پر جو سہولیات ہیں جو کچھ ہم اپنے عوام کو مہیا کرسکتے ہیں ہم وہ کچھ نہیں کر سکے ہیں جو کچھ کراچی کے عوام کو مہیا کیا ہوا ہے ۔ تو جناب عالی اس بات کو مدنظر رکھتے

ہوئے میں یہ ضرور اپیل کروں گا ایم کیو-ایم کی قیادت سے ، کہ اس بات کو justify نہ کریں ۔ کہ جی لڑائی اس وجہ سے ہے کہ جناب ہمیں حقوق نہیں مل رہے ہیں ۔

ہاں آپ لڑائی لڑیں ، آپ جمہوری لڑائی لڑیں ہم اقرار کرتے ہیں اس بات کا ، اقرار کرتے ہیں اس بات کا کہ کراچی کے عوام نے 93ء میں بھی صوبائی اسمبلی کے حوالے سے آپ کو ایک مینڈیٹ دیا ہے ۔ ہم اقرار کرتے ہیں ۔ لیکن بات یہاں پر آ کر تفریق کا باعث بنتی ہے یا جہاں پر ہم آپ کی مخالفت میں سامنے آتے ہیں وہ یہ کہ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ یہ کہیں کہ چونکہ آپ ہمیں یہ نہیں دے رہے اس لئے ہم صوبہ الگ بنا رہے ہیں ۔ ہم ملک سے جدا ہو رہے ہیں۔ ہم بندوق اٹھا کر آپ کا مقابلہ کریں گے ۔ یہاں پر آ کر اصل مخالفت اور اختلاف شروع ہوتا ہے ۔ اور کوئی آپ سے اختلاف نہیں ہے ہمارا ۔ اگر لوگ آپ کو ووٹ دیتے ہیں ۔ تو جو آپ کی حیثیت کے حوالے سے بات ہے آپ کو وہ حیثیت ملنی چاہیے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں اس مسئلے پر ، اور پیپلز پارٹی نے 1988 میں آپ کو یہ حیثیت دی ۔ پیپلز پارٹی آپ کو کہتی رہی کہ آپ وفاقی حکومت میں آئیں ۔ آپ نہیں آئے ۔ ہم آپ کو کہہ رہے تھے ۔ کہ آپ وفاقی حکومت میں آئیں لیکن آپ نہیں آئے۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ شاید آپ استعمال ہونا چاہتے ہوں کسی کے ہاتھوں میں۔ تو میری اپنے دوستوں سے یہی درخواست ہوگی کہ اب پھر موقع ہے تاریخ کا شاید پہیہ گھوم کر 88ء سے پھر 95ء میں آ گیا ہے۔ تاریخ کا پہیہ پھر گھوم کر 95ء میں آگیا ہے ۔ ہم شاید اسی سٹیج پر آگئے ہیں کہ جہاں 88ء میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ مذاکرات کررہے تھے ۔ ہم شاید پھر اس سٹیج پر آگئے ہیں۔ تو اب کی بار میں ، اپیل یہی کروں گا الطاف حسین صاحب سے اپیل کروں گا ۔ اشتیاق اظہر صاحب میرے بزرگ ہیں ، ساتھی ہیں ۔ پرانا تعلق ہے ان کا سندھ کے عوام سے ، آفتاب شیخ صاحب پرانے ساتھی ہیں۔ جن کا سندھ سے تعلق حیدر آباد کے حوالے سے رہا ہے ۔ میری تو شاید والدہ کے وکیل بھی رہے ہیں۔ میں ان سے یہ کہوں گا کہ تاریخ کا پہیہ گھوم کر واپس ۸۸ء میں آگیا ہے ۔ آپ اگر کوئی part play کر سکتے ہیں ۔ تو کریں ۔ لیکن بات پھر یہ ہوگی کہ نہیں ، اور پھر میں کیا بات کروں ۔ کہ اجمل دہلوی جیسا شخص ، یعنی میں آج ان کا بیان پڑھ کر حیران ہوا ۔ کہ مذاکرات کے حوالے سے کوئی کی نہیں ہوگی ۔ وزیر اعظم صاحبہ نے واضح کہہ دیا ہے کہ ہم کھلے دل کے ساتھ

مذاکرات میں بارہے ہیں۔ ہماری کوئی پیشگی شرط نہیں ہے آپ کے ساتھ ہم کھلے دل کے ساتھ مذاکرات میں بیٹھ رہے ہیں ۔ ہم ہر مسئلے پر آپ کے ساتھ بات کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن مجھے یہ بڑا افسوس ہوا ہے اجمل صاحب کا بیان پڑھ کر ' اس لئے کہ انہوں نے پیپلز پارٹی کے لئے جمہوری حوالے سے ' مارشل لاء کے دور میں جو کردار ادا کرسکے ہیں کم از کم میں اس کو نہیں بھول سکتا ہوں ۔ کہ مارشل لاء کے خلاف اس شخص کا اخبار ' افضل صدیقی صاحب' اجمل دہلوی صاحب ' ان کا اخبار ایک حوصلہ تھا پیپلز پارٹی کے لئے ۔ جب مساوات کراچی میں ban ہو گیا تو امن نے کراچی میں پیپلز پارٹی کا علم اٹھا کر چلایا ۔ لیکن آج مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔ یعنی اس جیسا شخص بھی اس لسانیت میں بہہ گیا ہے اور آج کہہ رہا ہے کہ آپ ہمارے سارے مطالبے نہیں مانیں گے تو ہم مہاجر الگ صوبے کی بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر صاحب وقت کا خیال رکھیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ مجھے پانچ منٹ اور دے دیں ۔ بات بڑی قیمتی کر رہا ہوں جناب والا۔

Shaikh Rafique Ahmed: I give my time to Dr. Safdar.

Deputy Chairman: You have spoken already.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب میری دو تین اور گزارشات ہیں ۔ میں پانچ منٹ میں ختم کر دوں گا جناب والا۔ مجھے افسوس ہے کہ ان کی طرف سے آج یہ بیان آیا ۔ کیونکہ current polarised situation میں اس بات کی ڈیمانڈ ہی کرنا جب کہ اشتیاق اظہر صاحب commit کر چکے ہیں اس سینیٹ کے فلور پر ۔ کہ ہم کسی الگ صوبے کی بات نہیں کرتے ۔ شاید یا تو وہ اس وقت غلط تھے یا آج جو بات کہہ رہے ہیں وہ غلط ہے ۔ تو میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ اس polarised atmosphere میں آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اگر آپ یہ ڈیمانڈ لے کر اٹھتے ہیں تو سندھ کے اندر کیا ہوگا ۔ کراچی کے اندر کیا ہوگا ؟ کراچی کے اندر 50% آبادی لیکن آپ نہیں مانتے تو پھر بھی میں 50% آبادی غیر اردو بولنے والوں کی ہے ۔ وہاں پٹھان بھی ہیں' بلوچ بھی ہیں ' سندھی بھی ہیں ' پنجابی بھی ہیں اور وہ اردو بولنے والے بھی ہیں جو آپ لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں ۔ مجھے تو افسوس ہے کہ دو ڈاکٹرز سندھی بھی مرے' رینجرز کے لوگ بھی مرے ہیں'

پٹھان لوگ بھی مرے ہیں لیکن جو present attack تھا یا جو attackes ہو رہے ہیں جناب عالی وہ ان لوگوں پر ہو رہے ہیں جو اردو بولنے والے الطاف حسین صاحب یا ایم کیو ایم کی مخالفت کرتے ہے ۔ آج کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ آپ جو اردو بولنے والے لوگ ہیں جو آپ کی مخالفت کرتے ہیں ان کو بھی آپ برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ میں کئی نام لوں گا ۔ سمیع دہلوی اردو بولنے والے تھے اس کو دفتر میں بیٹھ کے مارا گیا ۔ قمر کاظمی اردو بولنے والے تھے سیکنڈ فلور پر جا کر اس کو برسٹ مار کر ہلاک کیا گیا ۔ صلاح الدین ایڈوائزری کونسل کا ممبر تھا اورنگی ٹاؤن میں اس کو مارا گیا ۔ کیا اردو بولنے والوں کے حوالے سے ایم کیو ایم کی مخالفت کوئی ناجائز بات ہے ؟ میں جناب والا پھر اسی نکتے پر آؤں گا کہ آپ کے mandate پر ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن ہمارا اختلاف جہاں پر آتا ہے وہ ہے کہ ڈنڈے کے زور پر بھتوں کے زریعے زبردستی بندوق کی نوک پر حقوق مت مانگیں ۔ اوروں کو مت ماریں ۔ کیونکہ اس کی repetition ہو گی تو جناب والا صورت حال واقعی خراب ہوسکتی ہے ۔ لیکن ابھی بھی میں سلام پیش کروں گا کہ 85 کی جو لسانیت جو ethnicity کراچی کے اندر بڑی تھی وہ آج نہیں ہے ۔ اجمل خٹک صاحب یہاں بیٹھ کر باتین کر کے گئے ہیں کل انہوں نے بہت سی باتیں کیں۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ الطاف بھائی ہر چیز کے لئے آمادہ ہیں ۔ لیکن جناب عالی اجمل خٹک صاحب کو میں آج بھی یہی کہوں گا کہ شاید آپ کو کچھ وقت ہو گیا ہے آپ علی گڑھ کالونی نہیں گئے علی گڑھ کالونی اورنگی ٹاؤن کے بارڈر پر ہے اورنگی ٹاؤن کا ایک محاصرہ تھا کئی دن تک جاری رہا علی گڑھ کالونی میں جس طرح فائرنگ ہوئی جس طرح پٹھانوں پر حملہ کیا گیا شاید انہوں نے وہ وہاں پر نہیں دیکھا ۔ لیکن پھر بھی وہ اگر ذمہ داری لیتے ہیں اس بات کی تو مجھے خوشی ہے ہمیں خوشی ہوگی اجمل خٹک جیسے بزرگ سیاستدان اس بات کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ الطاف بھائی مخلص ہیں مذاکرت کے لئے ۔ اور میں سمجھوں گا' چاہوں گا کہ یہ 85 واپس آ رہا ہے اور آپ مذاکرات میں حصہ دار بننے جا رہے ہیں اور میری دعا ہے کہ یہ مذاکرات کامیاب ہوں کیونکہ اس situation کے حوالے سے سندھ کے اندر کراچی کے اندر بہت سی بہتر تبدیلیاں آ سکتی ہیں ۔ یہ دور جناب privatization کا ہے ۔ جو investment آ رہی ہے کراچی اس کا سب سے بڑا beneficiary ہوگا۔ آپ آج ہتھیار رکھ دیں آپ آج وہاں پر جنگ و جدل بند کریں آپ دیکھیں کہ کراچی کی صورت حال کیسے بدلتی ہے؟ پھر نہ آپ کی ملازمتوں کا مسئلہ رہے گا نہ کوٹہ سسٹم پر

ہم لڑتے رہیں گے ۔ نہ آپ economic elimination کے حوالے سے لڑتے رہیں گے ۔ نہ آپ political elimination کے حوالے سے لڑتے رہیں گے ۔ آج بے نظیر بھٹو پاکستان کے حوالے سے ایک سمبل ہے انٹرنیشنل کمیونٹی میں اس کا فائدہ اٹھائیں ایم کیو ایم کو میں مہاجروں کہوں گا اردو بولنے والوں کو کہوں گا کہ اس کا فائدہ اٹھائیں اس کا سب سے زیادہ فائدہ اگر ہوگا تو کراچی کو ہوگا اگر سب سے زیادہ نقصان ہوگا تو کراچی کو ہوگا ۔ آخر میں ایک پوائنٹ پر ضرور بات کرنا پسند کروں گا جناب کہ terrorism کی capacity endless نہیں ہوتی۔ آپ وقتی طور پر تو کسی کو destablise کر سکتے ہیں ۔ آپ وقتی طور پر تو گورنمنٹ میں تبدیلیاں لا سکتے ہیں جس کی سیاست یا عظیم تر قومی مفاد کے حوالے سے کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ کچھ فرق ضرور پڑتا ہے ' لوگ حکومت میں بھی ہوتے ہیں اور اپوزیشن میں بھی ہوتے ہیں--- ہاں دہشت گردی کی یہ capacity ضرور ہو سکتی ہے کہ وقتی طور پر وہ ایسی فضا پیدا کر دے کہ جہاں پر کوئی ایسی صورتحال بن جائے جیسا کہ گذشتہ ادوار میں بنی لیکن میں اپنے دوستوں کو یہ کہوں گا دہشت گردی کی capacity کبھی endless نہیں ہو سکتی ۔ یہ چیز کہ ادھر مارو' اس کو مارو ' یہ کر دو ' وہ کر دو اس کے نتائج آپ کو کچھ نہیں ملیں گے ۔ نتائج آپ کو ہمیشہ peaceful انداز میں ملیں ہے ' نتائج آپ کو ہمیشہ اچھے انداز میں ملیں گے ' بات چیت کے حوالے سے اور میں پھر یہ کہوں گا کہ ایم کیو ایم کی قیادت جس طریقے سے ایک اندھیرے گڑھے میں جا رہی ہے ----میں کہہ رہا ہوں کہ آج جا کر لیاقت آباد میں پوچھ لیں ' جا کر پوچھ لیں ناظم آباد میں ان گھروں سے کہ جہاں آپ نے پانچ پانچ ' چھ چھ دن آٹا نہیں پہنچنے دیا گیا ' دودھ نہ ملنے کی وجہ سے بچے بلکتے رہے ' بجلی کا نظام خراب کیا گیا' جناب آپ ان گھروں سے جا کر پوچھیں کہ ان ہڑتالوں کے بارے میں وہ کیا کہہ رہے ہیں ۔ ان سے پوچھیں ۔ آج یہ موقع ہے کہ پھر سے ایک ایسی سٹیج پر ہم آ گئے ہیں کہ ایک دوسرے کے لیے دروازے کھول رہے ہیں ۔میں آخر میں جناب والا" یہ کہوں گا کہ پیپلز پارٹی اور اس کی قیادت کے ذہن کھلے ہیں ' دل کھلے ہیں ۔ ہم بات کرنا چاہتے ہیں ' میں ایم کیو ایم کے دوستوں سے یہی کہوں کہ rigid stance مت اپنائیں ' کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر بات کریں ۔ فائدہ آپ کا ہوگا ' آپ کی community کا ہوگا اور فائدہ کراچی کے لوگوں کا ہوگا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔شکریہ' سید اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ جناب چیئرمین! آج ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے درمیان مذاکرات کا آغاز ہو رہا ہے اور اس بارے میں بہت سی مثبت تقریریں بھی ہوئی ہیں اور منفی تقریریں بھی ہوئی ہیں۔ میں یہاں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ایم کیو ایم نے کبھی بھی دہشت گردی کی حمایت نہیں کی اور اگر میں نے یہاں اس ایوان کے فلور پر یہ کہا کہ ہم الگ صوبے کی بات نہیں کرتے تو اس کی بنیاد وہ تھی جو خود قائد تحریک سید الطاف حسین نے لندن میں اپنے انٹرویو میں یہ بات کہی اور میں اگر یہ کہتا ہوں کہ ہم دہشت گردی کے مخالف ہیں تو اس کی بنیاد بھی جناب الطاف حسین صاحب کا وہ انٹرویو ہے جو لندن سے مختلف ایجنسیوں اور میڈیا کو دیا گیا۔

حافظ حسین احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا' اشتیاق اظہر صاحب تقریر فرما رہے ہیں اور حکومتی بنچوں پر کوئی وزیر تشریف فرما نہیں۔ آپ دیکھیئے کہ اس مسئلے کے متعلق کیا سنجیدگی ہے۔ وہ جو تجاویز دیں گے تو یہ مذاکراتی ٹیم کو کیسے حوالے کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شیخ رفیق احمد صاحب، آپ وزراء صاحبان کو بلائیں۔

سید اشتیاق اظہر۔ جناب چیئرمین: مجھے اس بات کا مطلق احساس نہیں ہے کہ حکومتی بنچوں میں میرے خیالات کے بارے میں معقول پذیرائی نہیں ہو رہی ہے۔ میں یہاں اپنا اور اپنی پارٹی کا موقف بیان کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ ہم تمام سنجیدگی اور دیانتداری کے ساتھ آج کے مذاکرات کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں اور اسی لیے ان تلخیوں کا ذکر نہیں کرنا چاہتے جن کا اظہار میرے بعض دوستوں کی جانب سے، اس جانب سے کیا گیا۔ البتہ بعض چیزوں کی وضاحت ضروری ہے۔ جناب امداد اعوان اور ڈاکٹر صفدر عباسی نے 1985ء کی بات کی تھی اور ایم کیو ایم کی بات کی تھی۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایم کیو ایم 1978ء میں بنی تھی 1985ء میں نہیں بنی تھی اور 1978ء میں بھی اس لیے بنی تھی کہ 1947ء سے لے کر 1978ء تک جن لوگوں نے پاکستان بنایا ان میں میں بھی شامل تھا ان کے ساتھ مسلسل ناانصافیاں ہوتی رہیں ایم کیو ایم پیداوار تھی، reaction تھا ان ناانصافیوں کا جو مہاجروں کے ساتھ روا رکھی گئی تھیں۔ اور 1988ء میں جو ہمارا پیپلز پارٹی کے ساتھ سمجھوتہ ہوا تھا تو اس کی بنیاد وہ 59 نکات تھے جو دونوں پارٹیوں کے درمیان طے ہوئے تھے اور ان میں محصور پاکستانیوں کی وطن واپسی کا

مسئلہ بھی شامل تھا اور جب ان مذاکرات کا آغاز ہونے والا تھا اس وقت طفیل شیخ کے ذریعے کہا گیا تھا کہ ہم صوبوں میں بھی ایم کیو ایم کو نمائندگی دیں گے اور وفاق میں بھی دیں گے۔ میں اس فلور پہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے بالکل منع نہیں کیا تھا کہ ہمیں وفاق میں نمائندگی نہ دی جائے۔ ہم متوقع تھے کہ ہمیں وفاق میں نمائندگی دی جائے گی لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ان لوگوں پر ہے جنہوں نے ہم سے سمجھوتہ کیا تھا۔ پھر جب ان 59 نکات پر عملدرآمد نہیں ہوا تو ہم نے شکایت کی اور پھر دونوں پارٹیوں کے درمیان مذاکرات ہوئے اور 31 نکاتی یادداشت پر دستخط ہوئے، سمجھوتہ ہوا۔ ہم نے اس وقت بھی عملدرآمد کرنے کی ہر طرح کی اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ 11 ماہ تک ہم اس بات کے انتظار میں رہے کہ ہمارے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ آخرکار پھر ایم کیو ایم اور پیپلزپارٹی کے درمیان ایک مشترکہ اعلامیہ جاری ہوا۔ اگر 11 مہینے کی مدت بھی مذاکرات پر عملدرآمد اور سمجھوتوں پر عملدرآمد کے لیے کافی نہیں تھی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی معقول رائے نہیں تھی۔ اس کے بعد بدرجہ مجبوری کہ ہمیں 11 ماہ انتظار کرنے کے بعد دیکھا کہ ہمارے ساتھ مخالفانہ رویہ ہے تو پھر ہم نے دوسری پارٹی سے جا کے گفتگو کی اس سے پہلے کوئی گفتگو نہیں کی، اچانک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ قاضی حسین احمد صاحب کے حوالے سے بات کی گئی کہ میں نے جا کے مبارکباد دی۔ میں نے ان کو اس بات کی مبارکباد دی تھی کہ انہوں نے پی ایس ایف کا ذکر کیا تھا۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سارے ملک میں پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے پیپلزپارٹی کی ایک ذیلی تنظیم ہے جیسے ہماری ہے APMSO ۔ لیکن سندھ میں اس کو SPSF کہا جاتا ہے۔ کیا بات ہے؟ کہ اندرون سندھ معاملات کچھ اور ہیں اور پورے ملک کے معاملات کچھ اور ہیں۔ میں نے اس کے لیے ان کو مبارکباد دی تھی اور اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں تھی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایم کیو ایم نے کبھی بھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا۔ جب سندھ میں پیپلزپارٹی کی حکومت قائم ہوئی تو اس وقت بھی مذاکرات کا دور ہوا تھا وہ پہلا دور تھا اور وہ اس لیے ٹوٹا کہ portfolios کے معاملے پر ہم آہنگی پیدا نہیں ہو سکی۔ اس کے بعد ہم نے یہ خیال دل سے نکال دیا کہ ہم حکومت میں شامل ہوں گے ہم working relationship قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے 18 اکتوبر 1994ء کو ایک دس نکاتی سمجھوتہ ہوا جس کو سندھ گورنمنٹ کے handout کے طور پر شائع کیا گیا۔ اس دس نکاتی سمجھوتے میں یہ حق بھی شامل تھی کہ ایم کیو ایم کے

اسیر سینیٹرز اور سندھ اسمبلی کے اسیر ارکان کو ذاتی مچلکوں پر رہا کر دیا جائے گا۔ اس معاہدے پر عملدرآمد نہیں ہوا اور مذاکرات کو طول دیا گیا۔ اس حوالے سے آخری مذاکرات ۴ فروری ۱۹۹۵ء کو ہوئے اور پیپلز پارٹی کی مذاکراتی ٹیم نے یہ کہا کہ ہمیں چار دن کی مہلت دے دیجئے اس کے بعد ہم پھر مذاکرات کریں گے۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ پھر مذاکرات نہیں کئے گئے۔ اب جو مذاکرات ہو رہے ہیں اس میں جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے اور خود وفاقی وزیر قانون نے یہ بات کہی تھی کہ نہ ہماری طرف سے کوئی شرط تھی نہ دوسری طرف سے کوئی شرط تھی۔ یہ کہنا کہ ہتھیار پھینک کے مذاکرات کے لئے آؤ یہ مذاکرات کی بنیاد نہیں تھی۔ اور ہم پوری سنجیدگی کے ساتھ ان مذاکرات میں شریک ہو رہے ہیں۔ ہمارے جو ادھر سینیٹر چوہدری اعتزاز احسن بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کل اپنی تقریر میں قیام پاکستان کا ذکر کیا تھا۔ وہ آج یہاں موجود نہیں ہیں' میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت پاکستان کی تحریک جاری تھی' میں بھی اس میں شامل تھا اور میری پوری جوانی قیام پاکستان کی کامیابی کے لئے ختم ہوگئی اور اس کی نظر ہوگئی اور جب میں ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو یہاں آیا۔ اس لئے آیا کہ قائداعظم نے تمام سرکاری ملازمین سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ پاکستان کے لئے ہجرت کریں۔ اور میرے والد جو IIR میں ملازم تھے قائداعظم کی اپیل پر پاکستان کے لئے تیار ہوئے' انہوں نے کہا کہ اگر تم نہیں جاؤ گے تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔ میں ان کے ساتھ ۲۹ اکتوبر کو یہاں پہنچا۔ اور یہاں آنے کے بعد پھر فکر معاش میں مبتلا کر دیا گیا اور اس طرح سے یہ پوری زندگی فکر معاش کی نظر ہوگئی۔ میں بھی جام صادق علی کی حکومت میں بحیثیت سینئر وزیر تھا لیکن میں آپ کے ذریعے ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے کسی غلط بات پر ان کی حمایت نہیں کی۔ اور پھر جب سینیٹ کے انتخابات ہوئے تو میں ایم کیو ایم کی طرف سے سینیٹ کا رکن منتخب ہوا اور آپ یقین جانیئے کہ اس الیکشن پر میرا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ اور یہ ایم کیو ایم کی خوبی ہے کہ ان کا کوئی سینیٹر ہو' کوئی ایم این اے ہو' کوئی ایم پی اے ہو' سارا خرچہ پارٹی کی طرف سے ہوتا ہے اور ہم لوگ چونکہ متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے -----

(مداخلت)

سید اشتیاق اظہر۔ میں پیپلز پارٹی کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ اپ نے اپنی تقریر کردی ہے۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم لوگوں نے ایک اصول بنایا تھا کہ متوسط طبقے کے لئے اور

ہمارے شہید چیئرمین نے یہ کہا تھا کہ ہم اس بات کو ensure کریں گے کہ جس طبقے سے ہمارے ارکان قومی اسمبلی میں جائیں، سینٹ میں جائیں، سندھ اسمبلی میں جائیں ان کا متوسط طبقے سے تعلق برابر قائم رہنا چاہیئے۔ اسی لئے جب میں سندھ گورنمنٹ میں شامل ہوا تو میں نے کوئی سرکاری رہائش گاہ حاصل نہیں کی۔ میں اپنے اسی مکان میں رہتا رہا جس میں اب بھی رہتا ہوں، اور وہ مکان بھی میرا نہیں ہے میرے چھوٹے بیٹے کا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ نہ ہمارے پاس کوئی پلاٹ ہے، نہ ہمارے پاس کوئی مکان ہے، نہ ہمارے پاس کوئی دکان ہے۔ اور اس clean hand کے ساتھ ہم آپ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ مذاکرات کامیاب ہوں، ہم چاہتے ہیں کہ اس کے لئے فضا سازگار بنائی جائے۔ ہم نے ایک نہیں مذاکرات کے تین دور دیکھے ہیں۔ جب محترمہ لندن کے دورے پر جا رہی تھیں تو یہی اجمل دہلوی تھے جنہوں نے کہا تھا کہ آپ دس نکاتی معاہدے پر عملدرآمد کر دیں اور مذاکرات کا چوتھا دور شروع کر دیں تو آپ کو برطانیہ میں ان مسائل سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا، جن سے بعد میں آپ کو دوچار ہونا پڑا۔ لیکن ہماری بات پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ آج اگر مذاکرات ہو رہے ہیں تو ان مذاکرات کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں مختلف نوعیت کے پریشر شامل ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ یہ مذاکرات کامیاب ہوں ۔ لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر مذاکرات کسی وجہ سے کامیاب نہیں ہوتے ہیں تو بھی سیاسی مسائل کو سیاسی انداز میں حل کرنے کی جدوجہد جاری رہنی چاہیئے۔ اور جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا کہ بندوق کی نوک پر سیاسی مسائل کو حل کرنے کی کوشش اگر ہوتی رہی اور ہو رہی ہے اور ہوگی تو اس کے نتائج صرف کراچی کے ہی لئے نہیں پورے ملک کے لئے خطرناک ہونگے۔

میں یہی کہنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تحریک کے حوالے سے جو کچھ ہم لوگوں نے کیا ہماری نسل نے کیا اور اس کے بعد ہماری دوسری نسل نے جس کا تعلق الطاف حسین سے ہے اس نے بھی ہمیشہ حب الوطنی کا ثبوت دیا لیکن اگر ناانصافیاں جاری رہیں اور ظلم و تشدد کا سلسلہ ختم نہ ہوا تو جو تیسری اور چوتھی نسل آنے والی ہے اس کے بارے میں ہم کسی قسم کی پیشن گوئی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہمیشہ عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔ جو لوگ آج ظلم کر رہے ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ اس کا ردعمل بھی اسی طرح سے برآمد ہو سکتا ہے جس طرح ایم کیو ایم کا قیام عمل میں آیا تھا اگر ۴۷ سے لے کر ۹۰ تک ناانصافیاں نہ کی جاتیں تو ہم لوگ کراچی کے لوگ، ملک میں چلنے والی تمام تحریکوں میں ہراول دستے کے طور پر کام کرتے رہتے ہم

تحریک کو کامیاب بنایا ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی تحریک کو کامیاب بنانے کا سہرا بھی بحثیت مجموعی اہل کراچی کے سر جاتا ہے اور قومی اتحاد کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بھی سب سے پہلے آواز کراچی سے اٹھائی گئی پھر یہ آواز حیدر آباد سے بلند ہوئی پھر یہ آواز ملتان سے بلند ہوئی اور بعد میں لاہور کے لوگ جاگے اور انہوں نے تحریک میں شمولیت اختیار کی۔ میں چاہتا ہوں کہ کراچی کا امن قائم رہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ایم کیو ایم والے دہشت گردی کر رہے ہیں تو میں آج اس فلور پر اس کی تردید بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ایم کیو ایم نے کبھی دہشت گردی پر یقین نہیں رکھا ہمارے ہاں ظلم و ستم کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ perging کا سلسلہ جاری رہا۔ اور جو لوگ مختلف وجوہ کی بنا پر ہماری پارٹی سے نکالے گئے ان کو ۱۹ جون کو ہوائی جہاز پر بٹھا کر لایا گیا اور ان کے ذریعے دہشت گردی کرائی گئی ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے ۲۲ جون کو اسی ایوان میں تقریر کی تھی کہ جس کے بعد مجھ پر اغوا برائے تعاون کا مقدمہ بنا تھا اور میں نے کہا تھا کہ میں موجود ہوں مجھے گرفتار کر لیا جائے۔ اس کے بعد پیپلز پارٹی کا دوسرا دور حکومت آیا تو مجھ پر پندرہ مقدمات بنائے گئے سینیٹر آفتاب شیخ پر سولہ ، نسرین جلیل پر آٹھ اور ہم نے یہ نہیں کہا کہ مقدمات واپس لئے جائیں۔ ہم نے مقدمات کو فیس کیا۔

مجھے اسیر ہوئے ساڑھے چودہ مہینے گزر چکے ہیں اور اس مرتبہ جب میں آیا ہوں تو کیفیت یہ ہے کہ مجھ سے ملاقات پر مکمل پابندی ہے کوئی مجھ سے مل نہیں سکتا ہے۔ میں تن تنہا اپنے کمرے میں مقید رہتا ہوں صرف ان اوقات میں جب میں سینٹ میں ہوتا ہوں تو میں اپنے آپ کو relief محسوس کرتا ہوں۔ لوگوں سے گفتگو کرتا ہوں۔ اپنے کمرے میں بیٹھ کر جو اذیت مجھ کو ہوتی ہے وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ ایم کیو ایم نے کبھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا ایم کیو ایم نے ۱۹۸۸ سے لے کر اب تک جب بھی پیپلز پارٹی نے مذاکرات کی خواہش کی ہم نے مذاکرات کو لبیک کہا unconditional ہم نے مذاکرات کو لبیک کہا۔ unconditionally آج بھی مذاکرات ہو رہے ہیں۔ مذاکرات کے بعد کیا ہوگا ہمیں اس کے بارے میں ابھی کچھ کہنا نہیں چاہیئے۔ ہمیں دعا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی ان مذاکرات کو کامیاب بنائے اور اس سلسلے میں جو تند و تیز تلخ اور سیدھی باتیں کہی گئی ہیں اس سے قطع نظر مذاکرات کے ماحول کو پرفضا اور پرامن رکھنا چاہیئے ایسے حالات پیدا کرنا چاہیئے کہ مذاکرات کا ماحول سازگار رہے ۔ پرامن ماحول کا ' خوشگوار فضا کا قیام ' اور اس کی پرکاری ہماری ذمہ

داری نہیں ان لوگوں کی ہے جو اقتدار میں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ اس سلسلے میں پورا پورا تعاون کریں۔ مذاکرات کے لئے ماحول کو سازگار رکھیں مذاکرات کے لئے خوشدلی کے ساتھ آئیں۔ یہ کہنا چھوڑ دیں کہ دس دنوں میں دس تھانوں میں گڑ بڑ ہو رہی ہے یا پندرہ میں نہیں ہو رہی ۔ کراچی کے معاملات سے پورا امن متاثر ہے سیاسی طور پر ہی نہیں سماجی اور اخلاقی طور پر بھی حالات میں بڑی ابتری ہے اس صورت حال کا صحیح تدارک ہونا چاہئیے ہم سب کو مل کر یہ کوشش کرنا چاہئیے کہ مذاکرات کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جس سے مذاکرات متاثر ہوں ۔

جناب این ۔ ڈی ۔ خان جو کچھ کہہ رہے ہیں مجھے اس کی قدر ہے لیکن این ۔ ڈی خان کے علاوہ بعض وزراء ہیں کہ جنہوں نے اب تک اس سلسلے میں جو باتیں کہیں وہ مذاکرات کے لئے ساز گار ماحول پیدا کرنے کے مطابق نہیں ہیں یہ بہر حال پیپلز پارٹی کے وزراء کا اپنا معاملہ ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ایم ۔ کیو ۔ایم ایک منظم اور متحد قوت ہے ہم میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر قومی اسمبلی اور سینٹ کا پارلیمنٹ میں مشترکہ اجلاس ہو تو اس سے بھی حالات کو ساز گار کرنے میں مدد ملے گی اور جیسا کہ بعض دوستوں نے کہا اگر محترمہ اور الطاف حسین کے درمیان براہ راست مذاکرات ہوں تو یہ بھی ایک اچھا شگون ہو گا بہر حال مذاکرات کی نوعیت کچھ بھی ہو ہمیں توقع کرنی چاہئیے کہ کراچی کا استحکام کراچی کی ترقی کراچی کا امن پورے پاکستان کا امن ثابت ہو گا ۔ اور کراچی میں ہونے والے واقعات کو صحیح ترازو میں دیکھا جائے گا اور اس سلسلے میں جو بھی کارروائی ہو گی اگر صحیح خطوط پر جاری رہی تو اس سے کراچی اور حیدر آباد اور شہری سندھ کا ہی نہیں پورے پاکستان کا فائدہ ہوگا ۔ جناب چیئرمین آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں ان خیالات کے اظہار کے ساتھ ہی اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ اشتیاق اظہر صاحب ۔اب میں جناب تاج حیدر صاحب کو فلور دینا چاہتا ہوں ۔ جی اعوان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب امداد علی اعوان ۔ جی point of personal explanation۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی please

جناب امداد علی اعوان ۔ جناب اشتیاق اظہر صاحب نے کہا ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ایم کیو ایم ۱۹۸۵ میں بنی تھی ۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا ۔میں نے کہا تھا

کہ ۸۵ سے لیکر آج تک یہ سب کو پتا ہے کہ ایم کیو ایم ۸۴ میں کیوں بنی تھی کس نے بنائی تھی ؛ میں اس میں نہیں جانا چاہتا - میں نے یہ کہا تھا کہ ۸۵ سے لے کر آج تک -

جناب ڈپٹی چیئرمین - ٹھیک ہے جی آپ تشریف رکھیں جی ' جی جناب تاج حیدر صاحب- The floor is with you -

جناب تاج حیدر - شکریہ جناب چیئرمین ! میں پہلی بار اس معزز ایوان میں لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں - میں سمجھتا ہوں کہ میرا پس منظر یہ ہے کہ کوئی تیس سال' میں نے کراچی کے گلی کوچوں میں ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے گزارے- میں پاکستان پیپلز پارٹی کا بنیادی ممبر ہوں 'میں وزیر اعلیٰ سندھ کے معاون خصوصی کی حیثیت سے حکومت سندھ سے متعلق ہوں - نیز مجھے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ایم کیو ایم سے جو مذاکرات ہو رہے تھے - اس میں حکومت کی طرف سے 'حکومت سندھ کی طرف سے مجھے نامزد کیا گیا تھا -جناب سنیٹر اشتیاق اظہر صاحب اس سے قبل مذاکرات سے الگ ہو چکے تھے اس کے بعد جناب فاروق ستار صاحب آئے تھے اور جب شعیب بخاری صاحب اور اجمل دہلوی صاحب ایم کیو ایم کی طرف سے مذاکرات میں شامل ہوئے اور ہم نے بھی اپنی کمیٹی کو توسیع دی اور وزیر اعلیٰ سندھ نے خود مذاکرات کی قیادت سنبھال لی تو اس وقت مجھے بھی موقع دیا گیا لہذا جناب چیئرمین 'میں الزامات لگانے یا الزامات کا جواب دینے کی بجائے 'اور ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں کہ جہاں تک الزامات یا رد الزامات کا تعلق ہے تو ایم کیو ایم کی پٹیشن عدالت عظمیٰ کے سامنے موجود ہے وہ ۱۱۲ صفحے کا document ہے ۱۸ یا ۱۹ صفحے پر لائن ہے آدھے گھنٹے میں اسے بھی پڑھا جاسکتا ہے - حکومت سندھ اور وفاقی حکومت کی جانب سے دیا جانے والا جواب دعویٰ اور اس سے متعلقہ جو شواہد اور ثبوت ہیں 'وہ بھی سپریم کورٹ کے ریکارڈ میں موجود ہیں - وہ دیے جا چکے ہیں وہاں پر - ہمارا جواب دعویٰ ۱۹۴ صفحات پر مشتمل ہے ۲۵ یا ۲۶ لائنیں فی صفحہ ہیں اس کو بھی دیکھا جا سکتا ہے اور میں نے جیسے پہلے کہا کہ میں یہاں پہلی دفعہ لب کشائی کی جسارت کررہا ہوں - شاید مجھے یہ اختیار نہیں ہے کہ میں subjudice معاملات کے اوپر اظہار رائے کروں - بہر حال میں ویسے بھی subjudice معاملات پر بولنے سے احتراز کروں گا اور میں اپنی معروضات کو محدود رکھوں گا جو کچھ تاثرات یہاں پائے جاتے ہیں - جن کا حقیقت سے میرے خیال سے زیادہ قریبی تعلق نہیں ہے - ان کو واضح کرنے

کے لئے جو پچھلے مذاکرات میں باتیں ہوئی ہیں ۔ اس سے اس معزز ایوان کو باخبر کرنے کے لئے کہ ہم اب اگلے مذاکرات کی طرف جا رہے ہیں تو ہماری نظر پچھلے مذاکرات کی طرف بھی ہونی چاہئیے اور دوسری چیز جو میں جناب کی اجازت سے پیش کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ صورت حال کا ایک تجزیہ ۔ جناب عالیٰ ! صورت حال ایک دن کے اندر وقوع پذیر نہیں ہوئی ہے ۔ صورت حال ایک process کا culmination ہے اور میں سمجھتا ہوں ،اور بالکل اس احساس کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ میرا تجزیہ بالکل غلط ہو لیکن بہر حال اس صورت حال کا تجزیہ کرنے کی ایک ضرورت ہے کیونکہ جب تک ہم اس صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کریں گے ہم ان مسائل کے حل کی طرف نہیں بڑھ سکتے ۔ جناب عالیٰ ! میں یہ موقع لوں گا فاضل قاضی حسین احمد صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے کچھ شدید الزامات لگائے ہیں اور سینیٹر عباسی صاحب نے ان کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور سینیٹر عباسی نے کافی تفصیل سے بتایا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک وفاقی جماعت ہونے کے ناطے اس قسم کی کوئی چیز کسی نسلی بنیاد کے اوپر یا کسی زبان کی بنیاد پر ووٹ حاصل نہیں کرتی ۔ میں اس بات کو اور آگے بڑھاتے ہوئے فاضل سینیٹر کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ جناب سندھ میں اگر انتہا پسندوں کا کسی نے مقابلہ کیا ہے تو وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے فلسفے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی نے کیا ہے اور میں اس معزز ایوان کی توجہ اس چیز کی طرف دلاناچاہتا ہوں کہ موجودہ وزیر اعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ صاحب اس حلقے سے انتخاب لڑتے ہیں جس حلقے سے جی ایم سید کے صاحب زادے امیر حیدر شاہ صاحب لڑتے ہیں اور یہ نظریات کا اختلاف کوئی آج کی بات نہیں ہے ۔ یہ کوئی 35 یا 40 سال سے یہ دو نظریات متصادم رہے ہیں اور سید عبداللہ شاہ وزیر اعلیٰ سندھ وفاقی نظریے کے اوپر قائم رہے ہیں اور ہمیشہ قائم رہیں گے اور اس طریقے سے اندرون سندھ کے اندر قوم پرست تحریکیں ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی ہی خطرناک ہیں جتنی کہ نسل پرست تحریکیں کراچی کے اندر خطرناک ہیں ۔ ہم ان کا مقابلہ کامیابی سے کرتے رہیں گے ۔ میں جناب فاضل سینیٹر قاضی حسین احمد صاحب کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ اگر سندھ میں کبھی قوم پرست اقتدار میں رہے ہیں اور اگر ان کی گاڑیوں کے اوپر پاکستان کے جھنڈے لگائے گئے ہیں

and if they have had an access to the secret files or infomation of the Government . Sir, it has only been during the Government of the late Jam Sadiq

Ali in the Province and in the Government of Mr. Nawaz Sharif in the center.

یہی لوگ تھے جنہوں نے کہ وفاق پرستی کو شکست دینے کے لئے ، اور وفاق پرستی کو پیچھے ہٹانے کے لئے انتہا پسندوں کے ساتھ ہاتھ ملائے ۔ انتہا پسندوں کو حکومت سندھ کے اندر شامل کیا اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے میرے ایک دوست نے پہلے کہا تھا کہ وہ دور ایک ایسا تھا جو کہ مظالم کا دور تھا and Sir , we were at the receiving end during that period and we did receive quite. a bit اور میں کراچی کے دوستوں سے کہوں گا سینیٹر رضا ربانی صاحب کراچی کے یہاں موجود ہیں اور پروفیسر این ڈی خان یہاں موجود ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم دو ادوار کا تقابل کریں کہ ہم نے ضیا کے مارشل لاء کے اندر زیادہ ظلم سہے یا جام صادق علی اور انتہا پسندوں کے دور میں زیادہ ظلم سہے تو میرے خیال سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جام صادق علی اور ان کے انتہا پسندوں نے کہیں زیادہ مظالم اپنے سیاسی مخالفین کے اوپر اور کراچی کے عوام پر کئے ۔ جناب عالیٰ قاضی حسین احمد اور پروفیسر خورشید احمد صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں ۔ میں ان کی توجہ ان شواہد اور ثبوتوں کی طرف دلانا چاہوں گا جو کہ ہم نے سپریم کورٹ میں جواب دعوے کے ساتھ پیش کئے ہیں ۔ جناب کوئی سوا چار ہزار صفحات پر مشتمل یہ شواہد ہیں جو میں ان کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ان سوا چار ہزار صفحات میں سے کوئی ایک ہزار صفحات ہم نے روزنامہ جسارت اور رسالہ ہفت روزہ تکبیر سے لیے ہیں۔ اور یہ تمام کے تمام سپریم کورٹ کے ریکارڈ کے اندر شامل ہے۔ اور میں یہ کہنا چاہوں گا اور ان کو کریڈٹ دینا چاہوں گا ، ان کی پارٹی کو کہ جس طریقے سے انہوں نے تفریق کی سیاست، تعصب کی سیاست، نسل پرستی کی سیاست کے خلاف کراچی میں جہاد کیا ہے۔ جس دلیری کے ساتھ شہید صلاح الدین صاحب نے نسل پرستی کے خلاف کراچی میں جہاد کیا ہے وہ شاید انہی کا کام تھا اور اس کی سزا انہیں نسل پرستوں کے ہاتھوں دی گئی۔

میں فاضل سینیٹر سے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان قربانیوں کو رائیگاں نہ جانے دیں۔ صلاح الدین صاحب نے جس طریقے سے نسل پرستی کے خلاف آواز اٹھائی اور ہم نے تمام تر سیاسی اختلافات کے باوجود ان کے رسالے سے وہ مضامین اور وہ تمام information اور وہ تمام خبریں نکال کے عدالت عظمیٰ کے اندر پوری ذمہ داری کے ساتھ پیش کی ہیں۔ ان قربانیوں کو رائیگاں نہ جانے دیں وہ کوئی بھی تاثر قائم کرلیں۔ وہ بڑی جلدی یہ تاثر قائم کر لیتے

ہیں کہ ہم نے سندھ میں نسل پرستوں کی مدد سے حکومت قائم کی۔ لیکن کوئی بھی تاثر قائم کرتے وقت کراچی کے نسل پرستوں کے بارے میں وہ اس مواد کو ضرور دیکھ لیں کہ جو ان کا ترجمان اخبار جسارت یا رسالہ تکبیر چھاپتے رہے ہیں گذشتہ چند برسوں کے اندر یا آج کل وہ چھاپ رہے ہیں۔ جناب عالی، حکومت سندھ کی مذاکراتی ٹیم کے ایک رکن کی حیثیت سے I had access to some documents which were prsented by MQM اور یہ وہ ایک document ہے جس کے اندر ایم کیو ایم نے اپنے مطالبات پیش کئے ہیں۔ جناب پرویز علی شاہ صاحب حکومت سندھ کی طرف سے مذاکرات میں شامل تھے اور جن misconception کا میں نے ذکر کیا تھا جن غلط تاثرات کا میں نے ذکر کیا تھا وہ بھی میں یہاں پر عرض کرتا ہوں and it goes to the credit of the MQM اور پوری ایمانداری کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ تین چیزیں جن کا کہ ایم کیو ایم نے نہ ان مذاکرات میں ذکر کیا اور نہ ان مطالبات میں ذکر کیا نہ بعد میں مذاکرات میں بات ہوئی لیکن جس کا بار بار یہاں ذکر ہوتا رہا ہے وہ یہ ہیں کہ ایم کیو ایم نے کوٹہ سسٹم کے خاتمے کا مطالبہ کیا تھا۔ جناب عالی، حکومت سندھ کے ساتھ مذاکرات کے دوران ایم کیو ایم نے کوٹہ سسٹم کے خاتمے کا مطالبہ نہیں کیا تھا اور نہ ان مطالبات میں وہ شامل ہیں۔ جناب عالی، ایم کیو ایم نے کراچی یا حیدرآباد کے اندر local bodies کے انتخابات کا بھی مطالبہ نہیں کیا اور انہوں نے اس چیز کا مطالبہ نہیں کیا اور مذاکرات کے دوران مجھے موقع ملا کئی دفعہ یہ باتیں آئیں اور ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم نے اس بات کو پورے طور پر محسوس کیا کہ local bodies کے انتخابات کے لیے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ صحیح مردم شماری۔ اور صحیح مردم شماری کی راہ میں جو دشواریاں آ رہی ہیں وہ صوبوں کا باہمی اتفاق ایک مشترکہ طریقہ کار پہ ہے اور جس کی وجہ سے مردم شماری کے اندر تاخیر ہو رہی ہے۔

حکومت سندھ میں میں چونکہ اس سے متعلق ہوں اور پاکستان پیپلزپارٹی کا رکن ہوں، میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جیسے ہی مردم شماری کا ایک متفقہ فارمولا طے پاتا ہے اور جیسے ہی مردم شماری ہو جاتی ہے ہم ہمیشہ اختیارات کے devolution کی طرف جانے پر رہے ہیں۔ local bodies کو ہم حکومت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھتے ہیں اور جلد از جلد یہ local bodies کے انتخابات کرائے جائیں گے جیسے ہی ہم اس مردم شماری---- اور بلکہ میں اگر پاکستان پیپلزپارٹی کے منشور کی طرف اشارہ کروں تو new social contract

کے تحت ہم نے تو District Government کی بات کی ہے۔ ہم اس level تک اختیارات دینا چاہتے ہیں ۱۹۹۲ء کے منشور کے اندر ہم نے وہ دیا ہے۔ بہرحال وقت مختصر ہے۔ یہ جو مطالبات ہمیں دیئے گئے تھے ایم کیو ایم کی جانب سے۔ جناب عالی ان کو تین categories میں تقسیم کیا گیا تھا ۔ پہلی کیٹیگری میں کچھ مطالبات آئے ہیں اس کو ہم نے A category کہا۔ اور تین categories کو آپ یوں سمجھ لیجئے کہ پہلی کیٹیگری MQM کے grievances کے متعلق تھی دوسری کیٹیگری working relations کے متعلق تھی اور تیسری کیٹیگری جو ہے co-operation کے متعلق ہے اور co-operation میں میں یہ واضح کرتا جاؤں کہ co-operation میں یہ شامل نہیں تھا کہ وہ وزارتوں میں شامل ہوں۔ اس document میں یہ چیز موجود ہے کہ co-operation کی حد بھی انہوں نے وہاں تک رکھی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کراچی اور حیدر آباد کی بلدیات کو ان کے منتخب صوبائی اسمبلی کے نمائندوں کے حوالے کیا جائے اور اس کا انتظام وہ لوگ چلائیں ۔ اور اس مطالبے پر جب آپ غور کرتے ہیں تو میری وہ بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ MQM بلدیاتی انتخابات کا مطالبہ نہیں کررہی تھی اور MQM حکومت میں شراکت کا مطالبہ نہیں کر رہی تھی ۔ جناب عالی ! مذاکرات ہوتے رہے ' وزیر اعلیٰ سندھ خود ان مذاکرات کی سربراہی کر رہے تھے اور اگر میری یادداشت غلطی نہیں کر رہی تو 18 دسمبر' 21 دسمبر' 29 دسمبر' 23 جنوری اور 3 فروری کو ہمارے یہ مذاکرات ہوئے ' دسمبر 1994 اور جنوری ' فروری 1995 کو ہوئے ۔ اور جو کہ سب کی اطلاع میں ہے کہ دس مطالبات کئے گئے تھے جس پر کہ ہمارا اور MQM کا agreement ہوا تھا جو کہ grievances کے متعلق تھیں ۔ ہم نے ساتھ ہی ساتھ ان پر عمل درآمد شروع کیا ' اور ہم نے باہمی accross the table بیٹھ کر عمل درآمد کے سلسلے میں جو مشکلات آتی ہیں ۔

Mr. Chairman sir, may I submit that we did not differ on the principle, we differ on the procedure only and those procedures were understood by the MQM negotiating team.

ان کا تعاون ہمیں حاصل تھا ' اور ہم اس پر عمل درآمد کے لئے طریقہ کار ان کے مشورے سے بار بار evolve کرتے تھے اور طریقہ کار یہ تھا کہ متعلقہ حکام حکومت کے وہ برابر کے کمرے میں بیٹھے رہتے تھے جو بھی بات نکلتی تھی وزیر اعلیٰ سندھ اسی وقت اس پر حکم فرماتے تھے اور اس کے اوپر عمل درآمد شروع ہو جاتا تھا۔ وزیر اعلیٰ سندھ یہاں تک گئے کہ انہوں نے Home Department

کے اندر باقاعدہ ایک ڈپٹی سیکریٹری کو appoint کیا اور اس کو یہ ذمہ داری دی کہ وہ implementation کی رفتار کو دیکھتا رہے اور وہ MQM کی مذاکراتی ٹیم سے daily رابطے کرے ۔ اور مجھے یاد ہے کہ انہوں نے کہا کہ شعیب رات کے 4 بجے بھی فون کرو گے تو میں ہی فون اٹھاؤں گا اگر تم فون کرو گے تو ۔ کہ اگر کوئی بھی دشواری آتی ہے اور کوئی بھی مسئلہ آتا ہے تو اس کو اسی وقت حل کیا جائے اور اس کو چلایا جائے ۔ اس دوران جناب عالی یہ ہوا کہ MQMسپریم کورٹ میں اپنی petition لے کر چلی گئی اور petition کے اندر بے انتہا الزامات لگائے گئے ۔

اب صورتحال یہ ہوتی ہے کہ جناب عالی میں اس موقع پر یہ بھی واضح کرنا چاہوں گا کہ وہ petition بھی ایک دن میں نہیں بنی تھی ، اس پر ضرور تین چار مہینے لگائے گئے تھے ، تو عین اس وقت کہ جب کہ MQM کا delegation ہمارے ساتھ مذاکرات کر رہا تھا اور تعاون کی بات کر رہا تھا ، MQM کی ایک اور ٹیم جھوٹے الزامات تیار کر رہی تھی کہ وہ سپریم کورٹ کے اندر پیش کئے جا سکیں اور سپریم کورٹ کے اندر جا کر اس معاملے کو اٹھایا جا سکے ۔ کیا ضرورت تھی ، اگر مذاکرات ناکام ہو جاتے ، عدالتوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے وہ اس کے اندر جا سکتے تھے ، مذاکرات کے اندر جو ہمیں مسئلہ پیدا ہوا اس petition کی وجہ سے وہ یہ ہوا کہ ظاہر ہے کہ حکومت کو اپنی پوزیشن کو defend کرنے کا حق حاصل تھا اور ہم اپنی پوزیشن کو defend کرنا چاہتے ہیں ، خاص طور پر عدالت عظمیٰ پاکستان کے سامنے ۔ اور جب بھی ہم جاتے ہیں تو ہمارے وکلاء ہمارے ساتھ ہوتے ہیں اور ہمارے وکلاء نے ہمیں مشورہ دیا اور صحیح مشورہ دیا کہ یہ معاملات اب subjudiceہیں اور ان میں اگر اب آپ کوئی چیز accept کرتے ہیں ، کوئی demand accept کرتے ہیں تو آپ ان allegations کو بھی accept کر رہے ہیں کہ جو آپ کے اوپر لگائی گئی ہیں اور اس کے اندر لگائی گئی ہیں ، تو وہ بات وہ نہیں رہی تھی اور سپریم کورٹ میں MQM کے جانے کی وجہ سے مذاکرات جو تھے they faced a very serious impediment and there was a bottleneck میں آپ سے یہ عرض کروں کہ اس تمام bottleneck کے باوجود ایڈووکیٹ جنرل سندھ اور ان کے رفقاء کی قانونی تجاویز کے باوجود ، وزیر اعلیٰ سندھ نے فیصلہ کیا کہ مذاکرات کو جاری رکھا جائے اور 10 points کے implementation کو جاری رکھا جائے ۔ اس دوران حکومت سندھ نے آپ بڑی معذرت سے اگر دو تین منٹ میں زیادہ لے لوں کیونکہ تفصیلات وہ ہیں جو

پہلے میں------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کوئی بات نہیں Please, carry on۔

جناب تاج حیدر۔ اس دوران جناب عالی! حکومت سندھ نے ہمیشہ یہ موقف رکھا اپنا اور اس موقف کو ایم کیو ایم نے accept کیا کہ ہم ان لوگوں سے بات نہیں کریں گے جن کے خلاف heimous nature کے crimes کے مقدمات ہیں۔ جو اس کے اندر ملوث رہے ہیں اور جو عدالتوں کو اور انتظامیہ کو مطلوب ہیں اور بار بار ان سے یہی گزارش کرتے رہے۔ اور ہم یہ کہتے رہے کہ ان کی اپنی personal safety کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ آئیں اور عدالتوں کے سامنے surrender کریں اور ان کو ان کے حسب مرتبہ وہ تمام سہولیات فراہم کی جائیں گی کہ جو کہ ان کا حق ہے اور انصاف کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور کھلی عدالتیں ہیں۔ وہ جائیں عدالتیں ان کو رہا کر دیتی ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور ہم انہیں اچھے طریقے سے گلے لگائیں گے۔ یہ ہمارا موقف رہا ہے ہمیشہ لیکن ہم اسکو مذاکرات کا حصہ نہیں بنا رہے تھے اور سینیٹر اشتیاق اظہر اس بات کی گواہی دیں گے کہ حکومت سندھ نے کبھی اس کو مذاکرات کا حصہ نہیں بنایا کہ جو لوگ تشدد کی کارروائیوں میں یا مہیب جرائم میں ملوث ہیں حکومت سندھ کے پاس information تھی اور حکومت سندھ کو بڑا خطرہ ان کی safety کا تھا۔ ہم نے انؐ کے لئے اور اندورن سندھ سے تعلق رکھنے والے کچھ ایسے لوگ جو عدالتوں کو مطلوب تھے ان کی گرفتاری کے لئے reward کا اعلان کیا۔ اس reward کے اعلان پر غلط فہمی پیدا ہوئی اور ایم کیو ایم نے اس پر اعتراض کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ شاید ایک سیاسی کارروائی ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ قانونی کارروائی نہیں ہے اور مذاکرات سے ہٹ کر وہ اس مسئلے پر آ گئے کہ صاحب آپ یہ notification واپس لیں اور ایک سندھ ہائی کورٹ کے judgement کا بھی حوالہ دیا گیا جو کہ جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد نے دیا تھا۔

لیکن بڑی اچھی بات یہ ہوئی کہ جیسے ہی یہ بات اجمل دہلوی صاحب نے اٹھائی وزیر اعلیٰ سندھ نے جواب میں یہ کہا کہ وہ عدالتوں سے کسی قسم کی غلط فہمی نہیں چاہتے اور اس document کی کاپی اس فیصلے کی کاپی ان کو دے دی جائے اور اس کو study کر کے اس کی روشنی کے اندر دو چار دن کے اندر وہ جواب دے دیں گے کہ یہ بات قبول کی جا رہی ہے۔

جناب عالی! ۲۲ جنوری کی شام کو یہ بات ہوئی تھی۔ ۲۵ کو اس فیصلے کی نقل دی گئی۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے مجھے طلب کیا اور مجھے کہا کہ وکیلوں سے مشورہ کر کے آپ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر اس پر comments دیں تاکہ ہم ایم کیو ایم کو جواب دے سکیں۔ اگلے دن صبح ایم کیو ایم ہائی کورٹ سندھ میں اس notification کے اجراء کے خلاف چلی گئی اور اس مسئلے کو پھر ایک sub-judice مسئلہ بنا دیا اور اب صورت حال یہ ہو گئی اگر ہم notification واپس لیتے ہیں تو پھر ان الزامات کو قبول کر کے وہ صورت حال جو کہ مذاکرات میں ۲۲ جنوری کی شام کو تھی وہ ختم ہو گئی اور اس کے بعد چار فروری کی شام آتی ہے کہ جب ہم لوگوں نے کوئی چھ گھنٹے بات کی سینیٹر اشتیاق اظہر صاحب اس مذاکراتی ٹیم میں نہیں تھے لیکن شاید ان کی اطلاع اس سلسلےمیں غلط ہے ۔ اس کے اندر جناب عالی ! دو اہم باتیں ایم کیو ایم کی طرف سے پیش کی گئیں ۔ پہلی بات تھی کہ یہ reward money کا notification واپس لیا جائے اور دوسری بات یہ تھی کہ جن اسیر کارکنوں پر جیلوں کے اندر مقدمات چل رہے ان کی سماعت جیلوں کے باہر کی جائے

اعلیٰ سندھ نے اس حد تک کہا کہ انہوں نے کہا کہ آپ ۲۲ جنوری کی پوزیشن پہ واپس آئیں اور میں notification واپس لے لوں گا۔ ہر چند کہ جسٹس ناصر اسلم زاہد کے فیصلے کے بعد ہماری رائے یہ تھی کہ ہم نے جو کارروائی کی ہے وہ ٹھیک ہے میں آپ سے عرض کروں کہ سندھ ہائی کورٹ کے اندر یہ مسئلہ زیر سماعت ہے اور حکومت سندھ کا موقف اس کے اندر یہی دیا گیا ہے کہ یہ notificatin ٹھیک ہے۔ اس کے باوجود وزیر اعلیٰ سندھ نے یہ offer کیا کہ اگر آپ اس petition کو واپس لیتے ہیں ہائی کورٹ سندھ سے تو گھنٹے بھر کے اندر وہ notification حکومت سندھ واپس لے لے گی صرف اس لئے کہ مذاکرات کے لئے بہتر ماحول پیش کیا جائے۔ اور اس کے اوپر ظاہر ہے کہ دو رائے ہوئیں ایم کیو ایم کے delegation کے اندر ہم نے ان سے کہا کہ آپس میں بیٹھ کر بات کرلیں پھر انہوں نے کہا کہ وہ مزید اس پر بات کر کے تین دن چار دن کے بعد ہم سے رجوع کریں گے کہ انہیں یہ شرط منظور ہے یا نہیں کہ وہ پٹیشن واپس لیں اور ہم نوٹیفکیشن واپس لیں ۔ اور معاملہ وہیں پہنچ جائے کہ جہاں ۲۲ جنوری کو تھا۔ وزیر اعلیٰ سندھ کی جو دوسری شرط تھی کیونکہ اس میں ہمیں بڑی problems آ رہی تھیں جناب عالی کوئی ساڑھے چار سو آدمی مختلف سیاسی جماعتوں سے کہ جن کی جیل میں سماعت ہو رہی تھی۔

ایم کیو ایم کے اس میں ۵۹ آدمی تھے ۔ اگر ہم ان ۵۹ آدمیوں کی جیل کے باہر سماعت

کرتے ہیں تو دوسرے سیاسی کارکن اور دوسری سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اور جن میں سے بہت سے سندھ کی انتہا پسند جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کا بھی یہ مطالبہ وزن پکڑ جاتا ہے کہ ہماری سماعت بھی جیل سے باہر کی جائے ۔ تو اس میں ایک مشکل آ رہی تھی وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا کہ اگر آپ ۲۲ جنوری کی پوزیشن واپس نہیں لاتے تو پھر میں اس پر باؤنڈ نہیں ہوں کہ میں سماعتیں جیل کے باہر کروں ۔ تو جناب عالی وہ تین دن آج تک پورے نہیں ہوئے ہیں ۔ وہ وہاں سے واپس نہیں آئے ہیں اور انہوں نے ہمیں نہیں بتایا ہے اور تاثر یہ دیا گیا کہ جیسے کہ حکومت سندھ مذاکرات سے ہٹ رہی ہے۔ جیسے کہ پاکستان پیپلز پارٹی مذاکرات سے ہٹی ہے۔ جناب چیئرمین ، ہمیں ہمارے قائد نے ہمیشہ مذاکرات کا طریقہ سکھایا ہے۔ قائد شہید نے ہمیشہ مذاکرات کئے۔ بے نظیر بھٹو نے ہمیشہ مذاکرات کئے ۔ ہم ہمیشہ مذاکرات کیلئے دروازے کھلے رکھیں گے اور اس دفعہ بھی جب یہ غلط فہمی پیدا ہونے لگی تو ہماری قیادت نے محترمہ بے نظیر بھٹو نے کھل کر کہا کہ ہم مذاکرات چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئیے۔ لیکن جناب عالی ، اس طرف سے پروفیسر ساجد میر صاحب نے فرمایا تھا کہ شاید یہ مذاکرات کسی دباؤ کے تحت کئے جا رہے ہیں ۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ نہ ہم پر کوئی دباؤ ڈالا گیا ہے اور نہ ہم کوئی دباؤ قبول کریں گے ۔ Sir,we shall never fear to negotiate but we shall never negotiate out of fear. ہمارے سر پر آپ بندوق کی نالی رکھ کر مذاکرات نہیں کر سکتے۔ جس قسم کا بیان آج صبح اجمل دہلوی صاحب کا آیا ہے کہ مذاکرات اگر فیل ہوتے ہیں تو ؟ میں اس پر صرف افسوس کا اظہار کرتا ہوں ۔

جناب عالی ! دوسری چیز میں تجزیہ پیش کرتا ہوں اور اس میں میں بڑی جلدی جلدی جاؤں گا۔ کراچی کے لوگ کوئی دنیا سے الگ لوگ نہیں ہیں ۔ ان کے بھی وہی روزمرہ کے مسائل ہیں ۔ ان کے بھی وہی مسائل ہیں جن کا کہ وہ حل چاہتے ہیں ۔ دوسرے یہ کہ کراچی میں تعلیم کی وجہ سے ، کراچی میں سیاسی شعور کی وجہ سے کراچی کے لوگ جمہوری جد و جہد کے اندر سب سے زیادہ آگے رہے ہیں اور متحد ہو کر جمہوری جد و جہد کی ہے۔ اور میں جتانا چاہوں گا کہ آمریت کی قوتوں کو کراچی کے عوام کا یہ اتحاد کبھی پسند نہیں آیا ہے اور انہوں نے اس اتحاد کو توڑنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ میں یاد دلانا چاہوں گا کہ ۱۹۶۵ء کے اندر جب کراچی کے عوام نے مادر ملت کا ساتھ دیا اور آمریت کے خلاف آواز اٹھائی تو سب سے پہلے وہاں پر نسلی

فسادات کرائے گئے اور اس وقت کے آمر کے صاحبزادے نے جو کہ آج بھی ایک بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں - انہوں نے ذاتی طور پر ان جلوسوں کی قیادت کی جنہوں نے کہ اردو بولنے والوں کی پرامن بستیوں کے اوپر حملے کئے اور وہاں پر نسلی فسادات کرائے اور اس طریقے سے اس اتحاد کو کہ جو کراچی کے عوام نے جمہوریت کے لیے کیا تھا اس کو توڑنے کی کوشش کی گئی جناب والا، ۸۳ء کے اندر سندھ میں ایم آر ڈی کی بہت بڑی موومنٹ چلی اور اس کے اندر پورا سندھ شامل تھا۔ کراچی بھی شامل تھا اندرون سندھ بھی شامل تھا۔ اور ہم نے کراچی کے اندر ایک بہت بڑا اتحاد دیکھا - اور میں صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ کروں گا۔ انجمن سادات امروہا نے ایک بہت بڑا مشاعرہ کیا - اور اس کا نام رکھا شاہ عبدالطیف بھٹائی میموریل مشاعرہ - اور اس کے اندر پنجاب سے ایک شاعر ہمارے حبیب جالب ہمارے انقلاب دوست شاعر وہ تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ پچھلے دنوں جو بلوائوں نے سندھ میں آفت ڈھائی اس پر کیا کیا دل رویا ہے پوچھ نہ شاہ بھٹائی۔ اور پورے کے پورے اردو بولنے والے شاہ بھٹائی کے نام سے اس ریفرنس کے اور ان کے عشق میں وہ کھڑے ہوئے اور جالب کو بار بار یہ شعر پڑھنا پڑا کہ " اس پر کیا کیا دل رویا ہے پوچھ نہ شاہ بھٹائی "- یہ تھا سلسلہ اتحاد کا - ۱۹۸۵ء کے اندر غیر جماعتی انتخابات ہوتے ہیں ایم آر ڈی کی تمام جماعتیں اس انتخابات کا بائیکاٹ کرتی ہیں - کچھ لوگ حصہ لے رہے ہیں اور کراچی کے عوام اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ایسی تمام جماعتوں سے متعلقہ افراد جنہوں نے کہ آمریت کا کسی بھی شکل میں ساتھ دیا ہے وہ ایکشن نہ جیت پائیں اور وہ نئے لوگوں کو لاتی ہیں اور ان تمام لوگوں کو مسترد کر دیتی ہیں کہ جنہوں نے کہ آمریت کا ساتھ دیا - جناب عالی، کراچی میں پھر ایک دفعہ نسلی فسادات کرائے جاتے ہیں۔ اگر ایم کیو ایم نے وہاں زور پکڑا اور اگر لوگوں کی حمایت حاصل ہوئی تو اس کی کچھ وجوہات تھیں اور اس کی وجوہات یہ تھیں کہ پر امن بستیوں کے اوپر نسلی gangs نے علی گڑھ کالونی کا ذکر کیا گیا، علی گڑھ کالونی میں صبح سے لے کر شام تک باقاعدہ حملے ہوتے رہے، مکانات جلا دیئے گئے ۱۹۸۶ء کے اندر اور ایڈمنسٹریشن اور پولیس کھڑی دیکھتی رہی اور ان کو پوری اجازت دی باقاعدہ مساجد سے اعلان کر کے یہ سب کچھ کیا گیا اور اس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو جب علی گڑھ کالونی پہنچیں اور ہم نے ریلیف گڈز کا انتظام کیا تھا اور وہاں جا کر ریلیف گڈز تقسیم کرنے کی کوشش کی تو لوگوں نے منع کیا کہ ہمیں ریلیف گڈز نہیں چاہئیں، ہمیں بندوقیں چاہئیں اور

ہمیں بندوقیں چاہئیں اس لئے کہ ہم اپنی جان بچا سکیں ۔ ہم انہیں بندوقیں نہیں دے سکتے تھے اور نہ ہم کبھی انہیں بندوقیں دیں گے ۔ جناب والا جو انہیں بندوقیں دے سکتے تھے وہی ان کے قائد بنے اور یہ جو ایک insecurity کی فضا تھی ، مارشل لاء ریگولیشن نمبر 52 کے تحت ہزاروں لوگوں کو آمر ضیاء الحق نے نوکریوں سے نکالا ۔ پی آئی اے سے ، سٹیل مل سے ، بینکوں سے ۔ تو یہ ایک معاشی insecurity تھی ۔ ایک جان و مال کی insecurity تھی ۔ جناب والا جب بھی insecurity ہوتی ہے تو آدمی اپنے اپنوں کے پاس جاتا ہے ۔ اردو بولنے والا اردو بولنے والے کے پاس جائے گا ۔ پنجابی بولنے والا پنجابی بولنے والوں کے پاس جائے گا اور اس طریقے سے when they herd togather they feel relatively secure; تو وہ اپنی سیکورٹی کی خاطر یہ herding together شروع ہوئی ۔ سوسائیٹی کے اندر ایک fragmentation شروع ہوا سوسائیٹی کے اندر ایک polarisation شروع ہوئی ۔ جو لوگ آگے کی بات کرتے تھے ہوش مندی کی بات کرتے تھے ، ان کی بات جو تھی وہ نظر انداز کی گئی ۔ جو لوگ بندوق کی بات کرتے تھے کیوں کہ ان کا immediate مسئلہ تھا سیکیورٹی تو جس کے ہاتھ میں بندوق تھی وہی لیڈر ٹھہرایا گیا اور آرمڈ گینگز کراچی کے اندر پیدا ہوئے اور یہ آرمڈ گینگز ان کو آمر ضیاء الحق کی اور آمریت کی پوری پوری حمایت حاصل تھی اور اس نے کوشش تھی کہ ہر پارٹی کے اندر ان آرمڈ لوگوں کو ان جرائم پیشہ لوگوں کو بھیجا جائے اور ہر پارٹی نے پاکستان کی جو کہ کراچی میں operate کیا ہے سندھ میں اس نے اس چیز سے

They have suffered on this account Armed people have infilterd in their ranks. But sir with the return of democracy, I am happy to submit that the will of the people prevailed and the armed gangs wer side lined.

لیکن یہ ہے کہ جن کی سیاست ہی نسل پرستی ہو ، جن کی سیاست ہی تعصب ہو وہ اس بات کو آخر کہاں لے جائیں؟ اور میں اس معزز ایوان کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس ایوان کے رکن کی حیثیت سے جو حلف اٹھایا ہے اس میں ہم نے آئین پاکستان کی پاسداری کی بات کی ہے ۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۳۳ اگر صحیح یاد ہے مجھے ، اس کے تحت یہ اسٹیٹ کی ذمہ داری ہے اور یہ پرنسپل آف پالیسی ہے کہ ہم ہرقسم کے نسلی ، لسانی اور صوبائی تعصبات کو discourage کریں اور ان کا خاتمہ کریں اور اسی طریقے سے میں ایک قانون دان

نہیں ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اور اس پہ قانون دان بہتر رائے دے سکتے ہیں کہ آخر وہ ووٹ یا وہ مینڈیٹ جو مہاجر یا سندھی یا پنجابی یا کسی برادری کی بنیاد پر لیا جائے اس کی کیا قانونی حیثیت ہے؟ اور کیا وہ acceptable ہے یا نہیں؟ یہ کہہ دینا کہ صاحب ہم آزاد ہیں، ہم حق پرست ہیں وہ اس بات کو نہیں cover کر سکتا کہ ووٹ لیا گیا مہاجر کے نعرے کے اوپر اور جہاں جہاں بھی جھنڈے لگائے گئے وہاں مہاجر کے نام پر جھنڈے لگائے گئے اور آج بھی وہ مہاجروں کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ لیکن اگر وہ مہاجروں کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں تو آئین پاکستان کے تحت یا انتخابی قوانین کے تحت ان کے نمائندے جو اسمبلیوں کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی کیا قانونی حیثیت ہے؟ اس پہ میرے خیال سے کچھ قانون دان افراد زیادہ بہتر رائے دے سکتے ہیں ۔ میں اسے نہیں سمجھتا I do not consider this mandate a valid mendate. جناب والا اگر محترمہ بے نظیر بھٹو نے طویل عرصہ آمریت سے گزرنے کے بعد قانون کا دروزاہ کھٹکھٹانے کی بجائے negotiations کا طریقہ اختیار کیا ہے ۔ If She has chosen a persuasive and educative method. اور اگر ہم نے یہ سوچا ہے کہ اس معاملے کو بلڈوز کرنے کی بجائے آہستہ آہستہ عوام کے ذہنوں کو تبدیل کیا جائے ۔ ان کی قلب ماہیت کی جائے ، سوسائیٹی کو fragmentation سے بچایا جائے ۔ ان کو ایک دوسرے سے قریب لے آیا جائے تو یہ طریقہ طویل ضرور ہے ۔ لیکن یہ طریقہ ایک صحیح طریقہ ہے اور یہ طریقہ جو ہے وہ ہمیں ایک بڑے اتحاد کی طرف لے جائے گا اور آج اس کی اور زیادہ ضرورت ہے۔ میں I have the privilege of sitting in the same House in which the son of شاعر مشرق is sitting with me. He has always been my insipration شاعر مشرق اور میں جانتا ہوں کہ اکیسویں صدی شاعر مشرق کے افکار کی صدی ہے اور اگر وہ کہتے ہیں کہ

نیل کے ساحل سے لے کے تابخاک کاشغر

یا اگر یہ اس سے بھی آگے کی بات کرتے ہیں اور اگر وہ کھل کر کہتے ہیں وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ وطن پرستی یا قومیت پرستی یا یہ ملکی حدود کے اندر رہنا یہ ملت کے مفادات کے خلاف ہے ۔ وہ ایک پوری ملت کی بات کرتے ہیں اور ایک مصرعہ بھی کہا گیا تھا کہ

ع اپنی ملت پر گمان "اقوام مغرب سے نہ کر"۔

لیکن یہ کہ یہ جو امت محمدی ہے۔ جس کو آج کل ریزہ ریزہ کرنے کی اور پارہ پارہ کرنے کی

کوشش کی جا رہی ہے اور میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج دنیا میں جو مسلمان مارے جا رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر خود مسلمانوں کی گولیوں سے مارے جا رہے ہیں اور یہ ایک سازش ہے امت محمدی کو پارہ پارہ کرنے کی ۔ اگر شاعر مشرق یہاں موجود ہوتے وہ کیا کہتے اس بارے میں اور اگر ہم شاعر مشرق کے وطن میں کھڑے ہیں. اور محمد علی جناح کے وطن میں کھڑے ہیں تو ہمارا اس سلسلےمیں کیا خیال ہونا چاہئیے ؟ Sir, when we discuss terrorism we are only discussing symptoms. We are not discussing the cause. Symtoms terrorism ہے cause تعصب ہے اور ہمیں اگر ان مذاکرات کو meaningful بنانا ہے تو we will have to eliminate the cause. ہمیں اسے جڑ سے اکھاڑنا پڑے گا ۔ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ آنا پڑے گا اور ہمیں ان تعصبات کو ختم کرنا پڑے گا ۔ جناب والا ہم کسی بھلائی کے کام کے لئے ، کسی سوشل کام کے لئے ، سماجی کام کے لئے ہم ضرور کسی برادری کے لئے یا کسی زبان بولنے والوں کے لئے ہم اپنی سماجی انجمنیں، سماجی تنظیمیں بنا سکتے ہیں ۔ لیکن سیاست کا دائرہ وفاقی دائرہ ہے اور وفاقی دائرہ کسی قسم کے تعصبات کی اجازت نہیں دیتا ۔ جناب والا یہ نظریات ہیں اتحاد کے ۔ یہ نظریات ہیں اور نہ صرف اس ملک کے اندر مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والوں کے اتحاد کے بلکہ پوری امت مسلمہ کے اتحاد کے نظریات ہیں جنہوں نے کہ ہماری راہنمائی کی اور میں صرف اتنا کہوں گا کہ ہندوستان سے جو لوگ آئے وہ انہیں نظریات کو لے کر یہاں پہنچے تھے اور میں خود جب ہندوستان سے آیا میری عمر چار سال تھی اور میں ایک جہاز میں آ رہا تھا اور اس جہاز میں ہیضے کی وبا پھیلی ہوئی تھی اور اس جہاز کو کراچی کے باہر رکنا پڑا اور میری والدہ کو یہ یقین نہیں تھا کہ میں کراچی کے ساحلوں پر زندہ اتر سکوں گا یا نہیں تو انہوں نے پورٹ ہول میں سے مجھے بلند کر کے کراچی کے ساحل دکھائے اور انہوں نے کہا کہ تاج دیکھو یہ ہے پاکستان ۔ That vision has always guided me Sir پاکستان پر جو کچھ بھی گزرا وہ ہم نے دیکھا ۔ جمہوریت کی جدوجہد میں مجھ پر اور میرے دوستوں پر جو کچھ بھی گزری وہ ہم نے دیکھی ۔ But Sir I have never lost the sight of that vision of Pakistan which my mother showed me when I was only four years old. اور ہم جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں کراچی میں ہمیں پتہ نہیں کہ ہم کب دن گھر زندہ واپس آئیں گے یا نہیں آئیں گے when are assasin's bullet will get us ۔ لیکن یہ

ہے کہ ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو جائے ہماری خدا سے دعا یہ ہے کہ وہ ان ساحلوں کو محفوظ رکھے ۔خدا ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جو کہ ہندوستان سے آئے ہیں اور ایک بہت بڑی قوم کے ظلم و جبر سے نجات حاصل کر کے آئے ہیں ۔ ہمیں یہ وطن ملا۔ ہمیں یہاں تعلیم ملی ہے۔ ہمیں یہاں گھر ملا ہے ۔ ہمیں یہاں کیا نہیں ملا؟ فبا ای الا رب کما تکذبان ہ ہم کن کن نعمتوں کو جھٹلائیں گے۔ سینیٹر عباسی نے کہا کہ پچاس میل دور دیکھیں ۔ میں سینیٹر عباسی سے کہتا ہوں کہ عزیز آباد سے میرے گھر کی طرف آئیں الٹے ہاتھ پر بھنگوریا گوٹھ ہے سیدھے ہاتھ پر یوسف گوٹھ ہے وہ کراچی کے اندر موجود ہے۔ پانی کی لائن جاتی ہے کنکشن نہیں ہے ۔ سوئی گیس کی لائن جاتی ہے سوئی گیس نہیں ملی انہیں۔ ہم کیوں نہ شکر ادا کریں؟ میرے والدین نے اور میری والدین کی طرح لاکھوں دوسرے والدین نے ہمیں یہی سکھایا ہے کہ We should look at the people who are not so fortunate aswe are and we should thank God for His mercy جناب والا ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس کے رحم کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایک آزاد ملک دیا اور ہمیں یہ احساس ہے کہ اس وسیع و عریض دنیا میں اس آسمان تلے ۔ کوئی اور چپہ زمین ایسا نہیں ہے جسے ہم اپنا وطن کہہ سکیں ۔ ہمارا وطن یہی ساحل ہیں ۔ خدا ان ساحلوں پر چاند تارے کے پرچم کو بلند رکھے اور خدا قیامت تک اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ ساحل کسی اور نام سے یاد کئے جائیں صرف اور صرف پاکستان کے نام سے یاد کئے جائیں گے ۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب محمد طارق چوہدری۔ پوائنٹ آف آرڈر' جناب چیئرمین!

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ طارق چوہدری صاحب ۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب چیئرمین! آج تاج حیدر صاحب نے اس ایوان میں اپنی پہلی تقریر کی ہے جو بہت خوبصورت تھی' بہت impressive تھی اور بہت اچھی تھی ' اس پر میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین! ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ایک نوٹس ایک کمیٹی کی میٹنگ کا ملا ہے جو کہ آج ہی دو بجے ہو رہی ہے جو کہ privileges and rules and procedures سے

متعلقہ ہے ۔ اس میٹنگ میں آج اس کے چیئرمین کا الیکشن ہوگا۔ اس کمیٹی میں اپوزیشن اور حکومت کی طرف سے تقریباً برابر برابر نمائندے ہیں اور اس کمیٹی کے ایک ممبر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر ہیں جو custody میں ہیں ' حراست میں ہیں ۔ ان کو ایوان میں لانے کے لئے چیئرمین صاحب کی طرف سے production order جاری ہوا تھا اور انہیں ایوان میں نہیں لایا گیا ہے۔ ضابطہ 72-A کے تحت ' اس رولنگ کے مطابق حراست میں رکھے گئے ممبر کا ایوان میں آنا ضروری ہے اور اس ایوان کے اندر اور اس ایوان سے متعلق جتنی بھی کارروائی ہے ' ان سب پر چیئرمین کی رولنگ حاوی ہے ۔ کچھ لوگوں کو یہ خدشہ پہلے سے رہا ہے کہ حکومت کو اگر چیئرمین اور سپیکر کی رولنگ کو ماننے پر اعتراض ہے تو وہ یہی ہے کہ کسی بھی ووٹنگ کے موقع پر اپوزیشن کے کچھ اراکین کو روکے رکھا جائے -----

(اس موقع پر نماز ظہر کی اذان کی آواز سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جناب طارق چوہدری صاحب ۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ تو جناب میں عرض کر رہا تھا کہ آپ کی اس رولنگ کی موجودگی میں، جب یہ مسئلہ خاص طور پر اس ایوان کی ایک کمیٹی سے متعلقہ ہے ' میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک حراست میں رکھے گئے ممبر خود اس میٹنگ میں شریک نہیں ہوتے ' اس وقت تک کے لئے اس الیکشن کو یا اس میٹنگ کو postpone رکھیں جب تک جنرل سعید قادر صاحب خود اس میں موجود نہیں ہوتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں سمجھتا ہوں کہ طارق چوہدری صاحب نے ایک بڑے بنیادی مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے اور چونکہ اس میٹنگ میں الیکشن بھی ہونا ہے اس لئے اس کی حیثیت منفرد ہے ۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ جب تک سعید قادر صاحب کی شرکت کو ensure نہ کر لیا جائے یہ میٹنگ نہیں ہونی چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ درست ہے ۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ امسال جب ہماری پہلے کے مقابلے میں زیادہ 25 کمیٹیاں بنیں ۔ آپ سب صاحبان کو یاد ہے کہ آپ سب صاحبان کی رائے لی گئی اور آپ کی آراء کے بعد قائد حزب اختلاف اور قائد حزب اقتدار کو یہ اختیار دیا گیا

تھا کہ وہ آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں بجائے اس کے کہ ہم الیکشن کریں ۔ گھر بیٹھ کر فیصلہ کریں اور اس فیصلے کےمطابق چیئرمینوں کا انتخاب عمل میں لایا جائے اور چیئرمین مقرر کیے جائیں گے ۔ چنانچہ اصولی طور پر یہ طے ہوا اور اس فیصلے کے بعد کسی بھی کمیٹی کا الیکشن نہیں ہوا بلکہ اس اصول کو سامنے رکھ کر چیئرمین مقرر کیے جاتے رہے اور آج تک وہ مقرر ہو رہے ہیں ۔ رہا سوال پروڈکشن آرڈر کا چوہدری صاحب بالکل درست فرمایا ۔ یہ مسلسل حکومت کی طرف سے یقیناً چیئرمین صاحب کی رولنگ کی پاسداری نہیں ہو رہی ۔ نہیں مانا جا رہا کل بھی کہا گیا آج بھی کہا گیا ہر روز کہا جاتا ہے یہ اپنی جگہ پرمسلمہ حقیقت ہے ۔ جہاںتک میٹنگ کا تعلق ہے تو آپ کو علم ہے کہ ہمیشہ میجارٹی پر بات ہوتی ہے اور میجارٹی میں صحیح بات طے ہوتی ہے ۔ ادب کی بنیاد پر بات بنتی ہے اگر ایک آدھ ممبر نہ بھی ہو تو میں سمجھتا ہوں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا کہ ہم اس انتخاب کو معطل یا موخر کریں ۔ یہ میری گزارش ہے ہم باقی بات جب آپس میں بیٹھیں گے ۔ اس میں میں بھی ممبر ہوں ۔ وہاں پر ہم اس بات کو دیکھ لیں گے اور جیسے بھی حالات ہوں گے ویسے وہاں فیصلہ کر لیں گے ۔جی حافظ صاحب ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین ! بصد احترام ہم یہ کہتے ہیں کہ اس وقت بھی ہم نے اس مسئلے پر آپ کے سامنے یہ گزارش کی تھی کہ جو یہاں پیپلز پارٹی اور نواز لیگ کا یہاں مک مکا ہوتا ہے ۔ جب بھی ان کا مسئلہ آتا ہے جس چیز میں ان کے مفاد ات ہوتے ہیں ۔ اس پہ تو متفق ہو جاتے ہیں ۔ ہم نے اس وقت بھی یہ بات کی تھی یہ جو طریقہ کار ہے یہ پارلیمنٹ کی سینٹ کی روایات کے خلاف ہے اور جمہوریت کے منافی ہے ۔ وہاں دوسری بھی جماعتیں بیٹھی ہوتی ہیں ۔ جو آپ نے طریقہ کار بنایا ہے ۔ ابھی تک آپ اس کوچلائیں گے تو ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور اس پر واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ہاں بجا ہے ---

حافظ حسین احمد ۔ اگر آپ کا یہ طریقہ ہے صرف ان پارٹیوں کی بات نہیں ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ الیکشن کرواتے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے اصول کی بات کی ہے اور مسئلہ جو طے کیا تھا ---

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ...

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے چوہدری صاحب ہم وہاں بات کریں گے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! آپ مہربانی کریں اس مسئلے پر جیسے حافظ صاحب نے فرمایا ۔ جناب چیئرمین اس میں ایک اسیر سینیٹر کا مسئلہ بھی ہے اور اس کے ساتھ یہ بات جو اس وقت ہوئی تھی ۔ ابھی تک آپ اس پر جا رہے ہیں ۔ درمیان میں رولنگ کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور اس میں پارٹیوں کے حوالے سے زیادتی ہوئی ہے اور آج بھی آپ فرما رہے ہیں کہ آپ اسی راستے پر جائیں گے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے اصول کی بات کی ہے ۔ جب میٹنگ ہوگی دیکھیں گے---

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ نہیں نہیں آپ نے فرمایا ہے کہ میٹنگ میں دیکھیں گے--

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے اپنی بات کر دی ہے میں نے رولنگ دے دی ہے آپ کل پہلے مقرر ہیں ----

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا ! میں بھی حافظ صاحب کی حمایت کرتا ہوں اور احتجاج میں واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کل آپ پہلے مقرر ہیں۔

The House is adjourned to meet again at 9-30 A.M. tomorrow.

[The House then adjourned to meet again at 9.30 a.m on Wednesday the12th July, 1995.]

PCPPI—4533((7)Senate—13-10-97—180.